ناولٹ

آسیہ رزاقی

صبح کا سپیدہ ابھی [illegible] ہوا تھا، پچھلے آنگن میں
رات کی رانی کے پھولوں کی مہک ابھی تک بسی ہوئی
تھی۔ ہلکے اجالے میں [illegible] اور شبو
[illegible] آنگن میں [illegible] وہ تو نماز کے لیے اٹھی
تھیں پھر اس کو بھی جگا گئیں۔ انہوں نے [illegible]
اسی وقت دروازے پر زور کی دستک ہوئی۔ بولیں "خدا
خیر [illegible] دوسرے پلنگ کی سمت [illegible]
خر خر میں مست سوتے ہوئے شبو کو جھنجوڑنے لگیں۔

"ارے شبو اے شبو اٹھو ذرا، دیکھو تو
دروازہ کون بجا رہا ہے، جاؤ دروازہ کھولو۔"

تھیں۔ خالہ جان ہمیشہ [illegible] نازل ہوتی تھیں۔ شبو
کو جگاتے ہوئے [illegible] کر کے اور سوتے
بن گئے۔

اس نے نماز کی نیت باندھ لی تھی اس لیے خالہ
جان کو ہی [illegible] ہوئے بچے بچوں کو ادھر ادھر
پلنگوں پر [illegible] "اٹھو [illegible] جلد اٹھ
[illegible]
رات بھر [illegible]"

کوئی آواز نہیں آئی۔ وہ [illegible] نماز پڑھ رہی
تھیں [illegible] سوتے ہوئے تھے۔

"شبو اے شبو، جا بیٹا ایک گلاس میں پانی
لے آ۔"

شبو نے بمشکل ایک آنکھ کھول کر ان کو دیکھا۔
"کوئی نہیں ہے خالہ! آپ کے کان بج رہے ہیں۔"
دستک پھر ہوئی۔ اس نے پوری طاقت سے شبو کو
گھسیٹا۔

"چل اٹھو بیٹا دیکھ کون آیا ہے۔"

"کوئی نہیں کوئی نہیں۔" شبو بڑبڑاتے ہوئے
بولا۔ [illegible]"

دستک پھر ہوئی اور کچھ آواز بھی آئی۔ شبو کو اٹھنا
پڑا۔ [illegible] کر کے دروازے تک
پہنچے۔ "یہ کون آج آیا سویرے سویرے۔" [illegible]
ہوئے دروازہ کھولا۔ خالہ جان [illegible] کے کھڑی

مگر شبو سو چکے تھے۔ خالہ کا تو کوئی [illegible] تھی۔
کوئی بھی اہمیت نہ دیتا۔ اس نے نماز سے فارغ ہو کر
وظیفہ پڑھا۔ اسی دوران آسمان پر آفتاب کی سرخی
آنے لگی۔ وہ نماز اشراق کے لیے نیت باندھ کر
سے خدا کے حضور جھک گئیں۔ [illegible]
[illegible] خالہ جان کے پاس آکر بیٹھ گئیں۔ [illegible]
بچے کو [illegible] کی کوشش کر رہی
تھیں۔ مگر نیند اس [illegible] کی آنکھوں میں [illegible]
رات [illegible]
نماز [illegible] اور سورج کی کرنیں صحن میں پھیل گئیں۔
ایک پلنگ کی پائنتی [illegible]

نے کہا۔ "جا سامنے باورچی خانہ ہے۔ وہاں تو سے ایک پیالی دودھ مانگ لا۔ وہ [illegible] بغیر [illegible]

[illegible]"

سلیمہ جھجکتے ہوئے اٹھی۔ چھوٹے سے اس گھر کا برا حال تھا۔ [illegible]

[illegible]

باورچی خانے میں جانے کا حکم دیا۔ [illegible] جھجکتے ہوئے باورچی خانے کے دروازے پر کھڑی ہو گئی۔ اندر [illegible] کے ساتھ چائے بنا رہی تھیں۔ لڑکی ابھی [illegible] سے فارغ ہو کر آئی تھی۔ تب ہی اس نے [illegible] سلیمہ کو [illegible] سے دیکھا۔

"[illegible] یہ کس کو لے آئی ہیں خالہ جان۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

"میں بھی تو [illegible] ہے صفیہ کی۔ [illegible] کو بھی لے آئے۔"

[illegible]

لڑکی نے پھر مسکرا کر اسے دیکھا۔ "تو [illegible]"

[illegible]

لڑکی پیالیوں میں چائے انڈیل رہی تھی۔ [illegible]

[illegible]

"میں سب کو چائے دے آتی ہوں۔ اماں! [illegible]"

[illegible]

"[illegible] ٹھیک ہے۔ کیا نام ہے تمہارا؟"

[illegible]

"[illegible] خالہ جان کی۔"

[illegible]

"اچھا۔" [illegible]

[illegible]

"سلیمہ ادھر آؤ [illegible] رضیہ کو کپڑے پہنا دے۔"

"خالہ جان! آپ کی تو [illegible] بہت اچھی ہے۔"

[illegible]

"آپ بہت اچھی ہیں۔ میں تو ایسے ہی۔"

"اچھا تو خالہ جان [illegible]"

[illegible]

رکھا ہوا ہے۔" وہ پھر مسکرا کر بولی۔ "بے حد اچھی لگی۔"

کھانا بڑے پر تکلف ماحول میں کھایا گیا۔ آخر میں شیبو اور آیا تھا۔ اس نے جھکی آنکھوں سے بھرے ہوئے دسترخوان کو دیکھا۔ اماں اور خالہ جان مسلسل باتیں کر رہی تھیں۔ خالہ جان اپنے شوہر کے عیب گنوا رہی تھیں۔ اماں ان کی ملامت کر رہی تھیں اور خالہ جان یہ ظاہر کر رہی تھیں کہ وہ شوہر کی پروا نہیں کرتیں اور یہ کہ میاں کی برائی کر کے [illegible] اس وقت بہت اچھی لگیں۔ جلال میاں کی شکایت کر رہی۔ وہ بیٹھی ہوئی تھی اور رضیہ کو کھانا کھلا رہی تھی۔

"تمیز تو دو چار ہے۔" شیبو نے [illegible] مسکرا کر سلیمہ کو دیکھا۔ "مگر خالہ جان کو آواز بہت اچھی مل گئی ہے۔ اماں [illegible] ہم رکھیں گے۔ خالہ جان کوئی دوسری [illegible]"

"آپ بھی شیبو بہت بد تمیز ہو گئے ہو۔ سلیمہ تو خالہ جان کی بہن ہے۔" اس کی بہن نے خفگی سے کہا۔

شیبو منہ بنا کر بولا۔ "تو مجھے کیا پتہ۔ سچ جب سے آئی ہیں خالہ جان اسی پر حکم چلا رہی ہیں اور [illegible] سے بات کر رہی ہیں۔"

"ہاں تو وہ بیٹی ہیں کی نواب لاڈلی ہے [illegible] میں آپ جناب سے بات کروں۔" خالہ جان چپ ہو گئیں۔

وہ منہ موڑے چپ چاپ آنسو بہاتی رہی۔ [illegible] تو ذرا اچھا نہیں لگ رہا تھا اسے۔ پھر کہ شیبو نے دوسری بار اسے ڈانٹ دیا تھا اور بھابھی نے چپ چاپ سن لیا تھا۔

○ ○ ○

ایک ہفتہ گزر گیا۔ اس گھر میں سب ہی اچھے لوگ تھے۔ ہمدرد اور مخلص۔ وادی بھی [illegible] مہربان ہو گئی تھیں اور [illegible] تو تھیں ہی بے حد پیاری۔ بس اماں کی زبان ذرا تلخ تھی مگر وہ بھی سلیمہ پر مہربان تھیں۔ بس

اپنا [illegible] تھیں انھیں۔ وہ بچوں کو ہر وقت [illegible] عارف اور رضیہ کی شامت آئی رہتی لیکن سلیمہ کو انھوں نے کبھی کچھ نہیں کہا تھا۔ سلیمہ بھی تو ان کے کام کر دیتی تھی۔ وہ دسترخوان بچھانا، برتن دھونے میں ہاتھ بٹانا اور سارے [illegible] کام بھی اس نے اپنے ذمے لے لیا تھا۔

مگر بھابھی اس سے سخت خفا تھیں کہ وہ ان کے بچوں سے لاتعلق ہو گئی ہے۔ جب موقع ملتا وہ اس کی چٹکی [illegible] جاتیں اور [illegible] اس گھر میں اتنے لوگ تھے کہ کوئی نہ کوئی انھیں دیکھ لیتا اور اس حرکت پر انھیں ڈانٹا جاتا۔ اس طرح وہ اسے چھوڑ دیتیں۔ ان کی حسرت پوری نہ ہو پائی۔ ایک بار شیبو کو [illegible] بھی اس نے [illegible] نہیں لیا بلکہ برتن سمیٹ کر باورچی خانے میں گیا۔ اس پر بھابھی کو بڑا غصہ آیا۔ [illegible] انھوں نے اس کا بازو اپنے شکنجے میں کس لیا۔ وہ [illegible] والی تھیں کہ کہیں سے شیبو آ گیا۔ اس نے خالہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔

"تب نے خالہ جان۔ یہاں کا یہ دستور نہیں ہے۔" پھر نفاست سے اسے ایک طرف کر کے خالہ کی شکایتوں کی طرف ہٹنے لگا۔

"کیا نہیں [illegible] کوئی کام نہیں کرتی۔ بچوں کی خاطر اسے لائی تھی مگر ان کو دھیان نہیں [illegible]"

شیبو نے اس کی طرف منہ کر کے کہا۔ "معلوم ہے ہمیں تو ہر وقت اسے کسی نہ کسی کام میں مصروف رکھتا ہوں۔ چلو بی اماں نے بلایا ہے۔ تمہیں۔" خالہ کچھ کہہ بھی نہ سکیں۔

وہ موقع غنیمت جان کر بھاگی اور باہر آ گئی۔

چار دن [illegible] یہاں آ کر وہ خاصی نڈر ہو گئی تھی۔ گھر میں تو بس جلال میاں کی موجودگی میں ہی [illegible] کے تیور بدلے ہوئے تھے۔ ان کے گھر سے [illegible] بے جان ہو جاتی تھی اور بھابھی اس پر [illegible]

[illegible] جلال میاں ان کی خواہش پوری نہیں کر سکتے [illegible] سلیمہ [illegible]

[illegible] جلال میاں آ گئے۔ انھیں دیکھ کر [illegible] خوش ہوئی [illegible] پھر کر اندر چلی گئیں۔ [illegible] میاں نے [illegible] لگایا۔

"کیسی ہے میری بہن؟"

"ٹھیک ہوں بھائی جان! آپ کیسے ہیں؟ [illegible] آپ [illegible] لے؟"

"ٹھیک ہوں۔ میری بہن کو میری فکر ہے۔" وہ ہنسے۔ "[illegible] میری بیوی کو بھی [illegible] خیال ہو گا۔"

سب گھر والے جمع ہو گئے۔ وہ سب جلال میاں سے بڑے اخلاق اور تپاک سے ملے۔ سلیمہ کو بہت [illegible] باورچی خانے میں [illegible] اور گرم روٹی پکا کر فوراً کھانا لا [illegible] جلال میاں نے کھانا کھایا [illegible] "میں تو [illegible] بچوں کو لینے آیا ہوں۔" [illegible]

[illegible] بھابھی اور بچے [illegible] "وہاں گھر میں نہیں جاتیں" [illegible] ان کی عزت نہیں [illegible] ان کو آرام نہیں [illegible] "میں کیا کر سکتا ہوں [illegible] جان" [illegible] ہے اس میں [illegible] رشتے میں اپنا نہیں۔ حق حلال کی کمائی [illegible]

[illegible]

رہیں۔ رات کو [illegible] حالات طے ہو گئے ہیں اور صبح سب کی روانگی ہے [illegible] گئی۔

[illegible] میں ہی وہ یہاں سے [illegible] ہو گئی تھی۔ یہاں کی [illegible] باجی، عزیزہ، [illegible] شیبو کی [illegible] کر کے اس کا [illegible] ایسے مہربانوں سے جدا ہو کر [illegible]

[illegible]

"[illegible] چھوڑ دوں گی۔" وہ جلال میں آ کر دھمکی دیتیں۔

[illegible] یہاں تو عزیزہ بھی رضیہ اور عارف [illegible] بھابھی [illegible] سلیمہ کا تو راستہ چلتے [illegible] رضیہ کو بھی [illegible] بھابھی [illegible] آسمان سر پر اٹھا لیتیں۔

ان کا خیال تھا کہ سلیمہ، رضیہ اور عارف سے نفرت کرتی ہے اور ان کی بدسلوکی کا بدلہ بچوں سے لیتی ہے۔ شاید لاشعور میں اپنی زیادتی کا احساس کر رہی تھیں۔ لوگ کہنے سے تو خود کو مظلوم جتاتی تھیں۔ ہر کسی کے سامنے شوہر کی زیادتیوں، بے پروائیوں کا رونا روتی تھیں۔

اب [illegible] سلیمہ کی حالت پر بھابھی کی [illegible] اور وہی سب کے سامنے

بس یہی ملنا ملانا کرنے کی باتیں۔ یہاں اگر تھوڑا وصل ہی کی کیا۔ جہاں بھی وقت اور موقع کے علاوہ بس آتی تھیں یہاں موقع ملتے ہی ان کے ساتھ مل کر اپنے گھر کو جانے سے باز نہ آتے تو کو اس کی کوشش ہوتی تھی کہ یہ موقع بھی نہ آئے۔

وہ بے حد رنجیدہ سی تھی۔ باجی کمری اسے تسلی دے رہی تھیں۔ ابھی تک یہ باجی کہانی ایک انوار محبت والی اور ہو وہ۔ سارے لوگ ہی ہاں وہ تھے۔ خالہ اور چھوٹے بھائیوں سے تعلق رہتی تھی وہ بھی سلیمہ سے بچتی۔ عادت کرتی اسے سچے سے اسے بچتی رہتی۔ اپنے کھلونوں کو اس کے آگے پھیلا رکھتی۔ اگر رشیدہ اور عارف کوئی چیز بھی لیتے تو وہ انہیں چھین لیا کرتی۔

"سلیمہ! اتنی بار تم رو کیوں رہی ہو؟" وہ پیار سے پوچھ رہی تھی۔ سلیمہ نمناک آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔

"یا یہاں ضرور آئے گی۔" شمسی پیار سے بولی۔

"کیا شاید خالہ جان یاد آ رہی ہیں۔"

"تو ہم خود جا کر لے آئیں گے۔ ہم امی سے کہیں گے اور خالہ جان سے کہہ کر لائیں گے۔"

"انہیں دیکھو۔ اپنے گھر جانے کی خوشی منانے کے بجائے آنسو بہائے جا رہے ہیں۔" خالہ جان نے انہیں آپ اندر آتی تھیں اور بے چاری سلیمہ اپنا ہاتھ لے کر گئیں۔ "بجائے بھائی کے کسی کام آنے کے یہاں آ کر آنسو بہائے جا رہی ہے اسے بد اخلاق کا بھی پتا نہیں۔ صبح کو سفر جانا ہے اور یہ۔"

"صفیہ! ایسی کر بچیوں کو آپس میں بات کرنے دو۔ محبت ہو گئی ہے نا تو جدائی کے خیال سے آنسو آ گئے ہیں۔ تم جیسا سنگدل تو دنیا میں کوئی ہو گا نہیں کہ جتنے ہوتے ہوئے کا کوئی احساس ہوتا ہے نہ جاتے ہوئے کا فکر ہے۔" امی نے آتے ہی بہن کے لتے لے ڈالے تو وہ کھسیا گئیں۔

"تو کیا اور سنو مجھے ہی باتیں سنانے لگیں۔"

خالہ گئیں۔

"تو اور کے ساتھ۔ تم بچی کو پھر کسی کے ساتھ شریف کر رہی ہو۔ تمہیں ہے کوئی احساس؟ پھر مجھ کو اپنی بات پر یہاں سے تو گھر کی طرف چلی آئی ہو بچوں کو لے کر وہاں سے آئے ہیں۔ تمہیں یہ احساس نہیں ہے کہ میاں کہیں کھانے کا ان سے پکڑ کر لانے کا کون اس کی تکرار کرتے لگے۔ بس تمہیں تو اپنی ذات کی پروا ہوتی ہے۔ اپنی ہی بیٹی کی بھی تم کو شکایت ہی رہتی۔ تمہیں کیسی ماں اب ان کے سامنے بھی آپ اپنی باتیں سنانی ہیں۔" خالہ جان رو رہی تھیں۔

"بچا بھی ستاتی ہی رہے۔ جس طرح تم نے شریف میاں کی بے قدری کی ہے۔ اس کی سزا سے خاندان میں کسی کو نہیں ہے۔ اور یہ تمہارے بچے بھی یہ والا ہے جا رہے۔"

"بس جاؤ امی!" شمسی نے ان کو سمجھایا۔ "خالہ جان رو کر چلی جا رہی ہیں اب انہیں کچھ نہ کہیں۔"

"چلی جائیں یا کہاں؟ سب کا حصہ جیسے گزریں گی۔ کرے یہ پھر ہیں نظر آئیں گی۔" امی بھی رو پڑیں۔

"تمہیں آؤں گی اب میری توبہ۔" خالہ جان نے ہاتھ جوڑ کر ان کے آگے اپنا ماتھا۔

"اتنی اور جاؤ گی۔ کوئی بتا کر دیکھ لیا ہے گا۔" امی بھی کسی طرح چپ نہیں ہو رہیں۔

"ہے میرے دل میں تیر اور چل۔ تمہی بتا دو بھر کیا۔ اب حوصلے اب کوئی گھر نہ۔" شمسی باہر [illegible]

اس کی آنکھوں سے اس نے تو آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ اچھا ہوا کہ سو خوش ملیں گیا۔ اس سلیمہ کی بھی جان بچ گئی۔ اب بچ کے تھے اور ہمارے ساتھ باتیں ہوتے گئیں۔

کچھ دنوں کے وقت خط کے بعد وہ سلیمہ کے رکنے تک امی سناتے گے کاش سمجھ لی۔

"تمہاری بہن بہت نیک اور معصوم ہے۔ دیکھو اس کو اپنا خیال رکھنا کوئی تکلیف نہ ہو۔ کے ساتھ۔ تم بھی بچی ہے۔ صفیہ! میں اب کوئی شکایت نہ سنوں۔"

صفیہ منہ پھلائے دوسری طرف مڑ گئیں۔ انہیں کے ساتھ سب کا یہ محبت بھرا سلوک اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ کوئی نصیحتیں جاری تھیں۔ وہ ان کے سامنے شرمندگی محسوس کر رہی تھیں۔

"آپ ہماری نوکرانی کو کیوں لے جا رہی ہیں خالہ جان؟ یہاں کے کام کون کرے گا؟" شمسی جھلا کر بولا۔ آنکھوں میں شرارت سے مسکرا رہا تھا۔

"تو وہاں کے کام کون کرے گا؟" خالہ چڑ کر بولیں۔

"ہم اداس ہو جائیں گے۔" "آپ نے تو دیکھا ہے ہم اسے جتنے پیچھے بلا لیں گے۔"

لیلیٰ بہن کو گلے لگا کر آنسو بہا رہی تھیں جبکہ ان کی نصیحتیں اب بھی جاری تھیں۔ انہوں نے شمیم کی بات شاید سنی ہی نہیں۔

"اچھا خالہ جان! اللہ اللہ۔" شمیم انہیں سنانے گاڑی میں آیا تھا۔ "آپ اگلے مہینے آ رہی ہیں نا، آپ کا انتظار رہے گا۔"

"ہاں ہاں۔ ضرور۔" انہوں نے ہاتھ باہر نکال کر اس کے سر پر ہاتھ رکھ دیا اور شیشہ بند کر دیا تھا۔

اور یہ بھی ان کی آخری خوش دلی کی دلیل تھی۔ گاڑی چلی گئی اور وہ ان سے دور ہی گھر جا کر ان کے ہونٹ مسکرا گئے۔ سلیمہ کا خیال تھا کہ امی کی بے شمار [illegible] کہ اگر وہ اچھا سلوک اور رویہ [illegible] سلیمہ کی بھی جان بچ گئی۔ احسان کا بوجھ اٹھانے لگیں۔ [illegible]

کی تو یہاں اتنا نہ تھیں۔ سلیمہ سے اچھا سلوک ہو گیا اور ماحول بدل گیا۔ شور شرابا چیخ پکار، غصہ، مزاج۔ صفیہ نے

بیوٹی بکس کا تیار کردہ

سوہنی ہیئر آئل

- گرتے ہوئے بالوں کو روکتا ہے۔
- سفید بالوں کو روکتا ہے۔
- بالوں کو مضبوط اور چمکدار بناتا ہے۔
- مردوں، عورتوں اور بچوں کے لئے یکساں مفید
- ہر موسم میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔

قیمت /60 روپے

سوہنی ہیئر آئل 12 جڑی بوٹیوں کا مرکب ہے [illegible]

ایک شیشی کے لیے ___ /80 روپے
2 شیشیوں کے لیے ___ /140 روپے
3 شیشیوں کے لیے ___ /210 روپے

منی آرڈر بھیجنے کے لیے ہمارا پتہ:

بیوٹی بکس 53 اورنگزیب مارکیٹ سیکنڈ فلور ایم اے جناح روڈ کراچی

- بیوٹی بکس 53 اورنگزیب مارکیٹ سیکنڈ فلور ایم اے جناح روڈ، کراچی
- مکتبہ عمران ڈائجسٹ 37 اردو بازار کراچی

فون نمبر 7735021

بھی خود کو حالات کے سانچے میں ڈھال لیا۔ ظاہر ہے کہ وہ حالات بدلنے پر قادر نہ تھی۔ لیکن گڑیا کی کے گھر میں جو تحفظ اور ہمدردی ملی تھی اس کے طفیل بھی اسے سنبھلنے دیا۔

گڑیا نے بہت تاکید کی تھی کہ وہ گھر میں بیٹھ کر نہ پڑھ سکتی تھی لہٰذا انہوں نے جلالی میاں سے اس کے اسکول داخلے کی سفارش بھی کی تھی مگر جلالی میاں تو بیوی کے تیور دیکھ کر قدم اٹھانے والے تھے۔

اس نے فی الحال یہ کہا تھا۔ "جلالی میاں اگر کہیں ہوا تو میں آٹھویں کے امتحان کی تیاری کر لوں۔"

جلالی میاں سے پہلے بھابھی بول پڑیں۔ "اچھا تو اب جلالی ہوئی یہ امتحان دیا جائے گا۔ گھر کے کام کون کرے گا تمہارا باپ؟"

سلیمہ تڑپ گئی۔ بھابھی کی زبان زہر میں بجھی ہوئی تھی۔ وہ منتظر رہی کہ جلالی میاں اس دو ٹوک بات پر بیوی سے کچھ کہیں گے مگر وہ چپ تھے اس لیے وہ بے تاب ہو کر بول پڑی۔

"میرا باپ زندہ ہوتا تو شاید کچھ کرتا۔"

اس کی یہ پہلی جرأت بہت مہنگی پڑی۔ نہ صرف بھابھی کی صلواتیں سننے کو ملیں بلکہ مار بھی کھانی پڑی۔ جلالی میاں نے بھی بھابھی کے آنسو دیکھ کر ... وہ اتنا کہہ کر مطمئن تھی۔ اس نے سچ سوچا تھا، صحیح جواب دیا تھا۔ گو کہ اس نے اس کا کیا انجام دیکھا تھا۔

مگر بھابھی تو اب ہر موقع پر اس کی جرأت کو للکارنے لگیں۔ انہیں موقع مل گیا تھا۔ "مرے کے تو جواب بھی دینے لگی ہیں صاحبزادی۔ زبان مل گئی ہے انہیں زبان۔"

بھی کہتیں۔ "کاٹ کر پھینک دوں گی زبان۔ اب بول کر دکھا۔" کبھی جلالی میاں اس کے لیے کوئی چیز لے آتے یا پیار سے مخاطب ہو جاتے تو ان کو کتنی باتیں کرنا اور جلالی میاں کی غیر موجودگی میں ساری کسر نکالتیں۔

○ ○ ○

بچوں میں ملازمی بی رہتی تھیں۔ دونوں کے گھر بلند ہونے والی آواز سے خائف رہتیں۔ کبھی کبھی بھابھی کو سمجھانے آجاتیں تو وہ سلیمہ کی شکایت کرتیں سے کرتیں کہ وہ محلے بھر میں ان کو بدنام کرتی ہے۔ کسی کو سچ مچ بھی کہ اسے گھر سے نکلنے کا وقت ہی کہاں ملتا ہے اور اجازت بھی نہیں ہے مگر جلالی میاں اب اپنی بیگم سے کسی قسم کا اختلاف کرنے سے جھجکتے کہ آزردہ ہو جاتے تھے اس لیے جو اسے ... وقت آنکھوں سے اشارہ بھی کرتے تھے تو نظر ہٹا کر ... ان کی مجبوری پر ٹھنڈی سانس بھر کر رہ جاتی۔ اس کی عمر میں ہی وہ بہت سے ایسے مسائل اور معاملات سے واقف ہوتی تھی جو عام حالات میں اس کے ... تلخ تجربوں کے بعد معلوم ہو پاتے ہیں۔

گڑیا کی مرحومہ نے تو اس سے رابطہ رکھا تھا ہی وہاں سے کسی اور کی اطلاع میں آئی۔ ایک بار تو نے ہی جلالی میاں سے خط لکھنے کی اجازت مانگی تھی انہوں نے منع کر دیا۔ شاید وہ ڈرتے تھے کہ سلیمہ خط و کتابت کا سلسلہ شروع کر دیا تو وہاں تک صفیہ سلوک اور گھر کی خراب باتوں کی خبر پہنچ جائے گی اس کے نتیجے میں ادھر سے صفیہ کو ہر روز شکایت ... آگے سے بار بار گڑیا نہ کوئی ایسا قدم اٹھائے گی کہ گھر کی بدنامی کا باعث ہو۔ صفیہ وغیرہ سے کے لیے یہ دروازے بند ہونے کی صورت ہے گی۔

وہ بہت نیک جنت اور مہربان تھیں ... سے والہانہ محبت کرتے تھے صفیہ بچوں کو ... جاتی وہ ان کے حق بات انتہائی کرب میں گزرتے ... صفیہ کی خود سری پر انہیں سزا دینے کی خواہش ہوتے بھی مجبور "" اس کے مطالبات مان کر ... لے آتے۔ اس بار بھی تو انہوں نے ہی کیا اور تھا کہ صفیہ کو کوئی بہانہ نہ ملے دوسرے وہ ... بہن اور اس کے گھر والوں کے درمیان "تصفیہ" کرنے کسی حد سے اجتناب ہی بہتر ... ہوں ان ... رہتے تھے صفیہ کا سلیمہ پر شک ... تھا ... وہ محبت کے بعد اپنی غلطی ...

جلالی میاں کا جواب سلیمہ کے لیے اس کی تسکین کا باعث تھا۔ لیکن ادھر کچھ دنوں سے صفیہ نے ایک نیا انداز اختیار کیا تھا وہ اس کے لیے بیٹھے ہر نظر رکھنے لگی تھیں۔ سلیمہ اب کیوں کی آخر کمرے میں کیا کرتی رہتی ہے؟ وہ میں اتنی دیر کیوں لگی؟ ... اس کے ساتھ کی تلاشی بھی لیتی ... سلیمہ ساتھ مل صفیہ کے ظلم و ستم ... میں اس کے پراسرار رویے سے خوف زدہ ہو گئی تھی۔

صفیہ کی معترض نگاہوں اور سوالات کو جلالی میاں ... بھی محسوس کیا اور اس سلسلے میں باز پرس کی تو وہ ... گئیں۔

"جوان ہو گئی ہے لڑکی، میں اسے خیال رکھتی ہوں۔ ... آنکھوں تو جانے کیا گل کھلائے یہ تمہاری ..."

"ایسی اس کی صورت کیوں ہو گئی۔ کیا کوئی بات ہو گئی ہے تمہیں؟"

"آج کل زمانہ خراب ہے۔ کوئی اونچ نیچ ہو گئی تو ..."

"... وہ کہیں جاتی ہے نہ کوئی ... اس کے گھر میں آتا ہے۔"

"... نہیں۔ آخر ملازمی بی کے گھر جاتی تو ہے۔" ... بڑی چالاک ہے جانے کیا کچھ سکھا دیا ... وہ جلالی سے بات کو دوسری سمت ... میں تھک کر لیٹ ہو گئیں۔

"ملازمی بی شریف خاتون ہیں۔ ان کی بیٹی بھی نیک ... سوال پر الزام نہیں ... جاتی نہیں۔ اب تم ملازمی بی کا گھر بھی ... پاگل ہو جائے گی وہ ... تمہاری صورت ..." ... ہے مگر گفتگو کا ایک ایک لفظ سن چکی ... بی کی گمراہی کا مطلب اب سمجھ میں آیا تھا۔

"ٹھیک ہے میں بے پروا ہوئی جاتی ہوں۔ اب تم جانو اور تمہاری بہن۔ ایسی ویسی کوئی بات ہو گئی تو مجھ سے نہ کہنا۔" صفیہ خفگی سے پاؤں پٹختی چلی گئیں۔

پہلی بار جلالی میاں نے اس کی کوئی حمایت کی تھی۔ وہ خوشی سے پھولے نہ سمائی۔ لگے ہاتھوں اسی دن اس نے بھابھی کی غیر موجودگی میں جلالی کو بتایا کہ وہ ملازمی بی کی بیٹی سے پڑھتی ہے۔ وہ پرائیویٹ میٹرک کا امتحان دینا چاہتی ہے اس کی تیاری کر رہی ہے۔

جلالی میاں سوچ میں پڑ گئے۔ بہن سے ہمدردی بھی تھی اس کے ارادے کی بات سن کر خوش بھی ہوئے مگر جانتے تھے صفیہ کو خبر ہوئی تو زمین آسمان ایک کر دے گی اور امتحان دلوانے کا تو سوال ہی نہ تھا۔ وہ چپ ہو گئے اور سوچ میں پڑ گئے مگر صفیہ نے خود ہی ان کی الجھن دور کر دی۔

ایک روز سلیمہ محلے گئی ہوئی تھی۔ واپس آئی تو صفیہ نے اس کا ... اور الزام لگایا کہ وہ کسی خاص نیت سے ... تحت وہ گئی۔ سلیمہ کے پاس الزامات کی صفائی کے لیے الفاظ نہ تھے وہ آنسو بہاتی رہی۔ ... جلالی کی عدالت میں ... گئے وہ اس کی طرف سے صفائی بھی دیتے رہے مگر صفیہ کوئی ویسی کوئی معذرت قبول کرنے کو تیار نہ تھی۔

اس دن کے بعد تو روز ہی سلیمہ کے کردار کو نشانہ بنا کر بھابھی جلالی میاں سے لڑتی رہیں۔ سلیمہ کی زندگی عذاب بن گئی۔ کبھی اس کا جی چاہتا کہ کچھ کھا کر سو جائے ایسا سوئے کہ پھر اٹھ نہ سکے۔ بھابھی کی آرزو پوری ہو جائے اور وہ خوش ہو جائیں۔ ... روز اس نے جلالی میاں سے بھی کہہ دی وہ تڑپ کر آگے بڑھے اور اسے گلے سے لگا کر رونے لگے۔

بھابھی نے دیکھا تو ہنگامہ کھڑا کر دیا کہ "میرے خلاف سازشیں ہو رہی ہیں" منصوبے بن رہے ہیں۔ بہن بھائی مل کر سازش ... کر رہے ہیں۔"

"... نہیں ..." جلالی میاں نے سختی سے کہا

وہ "ہم بہن بھائی اپنی بات کر رہے تھے۔"

"کوئی بات ایسے ہوتی ہے۔ بہن کو گھر سے نکالو گے؟ میری غیر موجودگی میں انہیں کیا کہہ رہے ہو؟"

"ظاہر ہے یہی ہو رہا ہے۔" بھائی میاں نے بے چارگی سے کہہ کر سلیمہ کو پیار سے تھپکا اور تسلی دی۔ "تب ٹھیک ہو جائے گا اللہ پر بھروسہ رکھو۔ فضول باتیں اس سے نکال دو۔"

بھائی بیچ گزر آئی رہیں۔ بھائی میاں اس دن بالکل نہیں لوٹے۔ یہاں تک کہ انہوں نے بیچنے جانے کا اعلان کیا تب بھی وہ گھبرائے نہیں۔ جاتے جاتے تحیر سی طرف دیکھ کے انہوں نے کہا۔

"ہم جلدی واپس آ جائیں گے۔"

بھائی کا جو حق ہو گا ادا کر دوں گی۔ بے بسی اور حیرت سے آنکھیں پھٹ گئیں۔ ایسا بھی نہیں ہوا تھا کہ وہ ایسے بے نیاز ہو جاتے۔ بھائی میاں کے گھر سے جاتے ہی سلیمہ کی شامت آ گئی۔ [illegible]

[illegible]

بھائی صاحب کی طرح جھنکار رہی تھیں۔ بھائی غصے میں کانپ گئے۔ سلیمہ کا سانس رکنے لگا۔ [illegible]

مصنف اسے بتا رہی تھی۔ [illegible]

بھائی میاں سمجھے وہ بھائی کی بات سے [illegible]

[illegible]

"میرا مشورہ ہے کہ بچوں کو سلیمہ کہیں چلی جائے۔ صفیہ کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے تو بلا لینا۔"

"[illegible]"

[illegible]

[illegible]

محسوس کرتے۔ پھر بھی ایک کسک سی تھی جسے وہ [illegible]
میں کامیاب نہ ہو پائی۔

بھائی میاں اس کو سال بھر پاس رہنے کے بعد دوبارہ نہیں آئے تھے۔ گھر خالہ ان کے آنے سے گھبرا گئی تھیں کہ انھیں بے وا سے بوجھ سمجھ کر [illegible] ہوں اور اسی لیے منہ چھپائے بیٹھے ہوں گے۔ [illegible] پھر نہ لے جاتے تھے یا شاید اس لیے کہ بھائی کی خوشی منظور ہو یا پھر وہ بھی [illegible] اس سے دوری چاہتے ہوں۔ جو بھی تھا۔ مجموعی طور پر وہ خالہ کے گھر زیادہ خوش اور مطمئن تھی۔ اسے کوئی خوف نہ تھا۔ [illegible] لیتی۔ بھائی میاں [illegible] خالہ [illegible] دیتی تھیں [illegible] محسوس [illegible] اس کے دل کا بوجھ ہلکا ہو جاتا اور وہ پہلے سے بڑھ کر خالہ میں لگ جاتی۔

○ ○ ○

ہمالہ نے اس [illegible] قدم [illegible] رکھا تو اب ایک نئی دنیا نظر کے سامنے تھی۔ [illegible] اب کی دنیا [illegible] اور تعلقات کی دنیا ہے [illegible] ساتھ زندگی کے [illegible] میں [illegible] زندگی کے سامنے رنگ [illegible] تھے یہ زندگی تو بہت خوب صورت تھی۔

"تمہاری ماں بہت خوب صورت تھی۔ اسے پھولوں سے عشق تھا۔" خالہ نے بتایا تھا۔

وہ کوئی سوال نہ کرتی [illegible] کے بارے میں اس نے کبھی جاننا چاہا [illegible] کوشش کرنے اپنے لیے خوشیوں کی گلیاں ڈھونڈنے کی [illegible] اور اس رنگ سے بے پروا ہو جانے [illegible] کی [illegible] ضرورت تھی۔ بھائی میاں نے بھی کبھی اس بارے میں [illegible] دیا تھا [illegible] کے [illegible] سے [illegible] جاتی تھی۔ اسے ماں کے [illegible] آغوش اور محبت کے جذبات سے آگہی نہ تھی۔ مگر خالہ کی قربت بھی کبھی سوچنے کا موقع دیتی کہ ماں جیسی ہوتی ہے اس کی محبت اور چاہت میں حرارت ہوتی

ہوتی۔ خوشگوار راحت۔ تحفظ اور محبت۔ وہ [illegible] کی گود میں سر رکھ کر لیٹ جاتی۔ ان کی گرم آغوش بہت آرام دہ اور پرسکون تھا۔

"امی ابا کے بارے میں بات کیوں نہیں کرتی ہو؟" خالہ نے حیرت سے پوچھا۔

"میرے لیے تو آپ ہی کافی ہیں خالہ جان۔" سکون سے کہتی۔

وہ [illegible] گرمیوں کی تپش [illegible] موسم [illegible] سے [illegible] شام [illegible] حق [illegible] دل ہوتی۔ گرم [illegible] زمین پر پانی کا چھینٹا [illegible] مٹی کی [illegible] لطف ہوتا ہے۔ لیکن پہ بارش کا چھینٹا پڑتا ہے تو خوشبوؤں کا ریلا اٹھ پڑتا ہے۔ سوندھی مٹی کی یہ خوشبو بھی زندگی کو [illegible] ہے۔ اس روز [illegible] تھا جس سے [illegible] کی سوندھی خوشبو کا لطف بھی غارت کر دیا تھا۔ [illegible] اپنے [illegible] کو سلانے گئیں [illegible] تو وہ بھی [illegible] خالہ [illegible] کے گھر کی [illegible] کی کوشش کر رہی تھی [illegible] بادلوں کا ایک [illegible] سے گزر گیا تھا اور اب [illegible] آنکھ مچولی میں لگے تھے۔ اس کی توجہ بھی آسمان پر تیرتے ہوئے بادلوں کی سمت تھی۔ [illegible] بادلوں کو [illegible] کی۔ کیا [illegible] بادلوں کے ٹکڑے۔

[illegible]

وہ اس دن بھی تو دوسری بار کھٹ کھٹ ہی کرا ٹھی۔ اعجاز کو تو اس دن بے کار تھا اور سے ہی سوال جواب کر رہا تھا۔ پیچھے آنے تک رنگ دینے والے کے اصل جواب سے جانے کوئی نسبت ہے آپ اور جلدی جلدی قسم کا قہوہ آنے والا۔ مسلسل رنگ دیے جا رہا۔ کھٹ کھٹ کھٹ۔ وہ جلدی سے چپل پہن لی پھر بھنا کر دروازے تک گئی اور عجلت میں دروازہ کھولا۔ آنے والا بھی شاید زور لگا رہا تھا سو دروازہ کھلتے ہی وہ اندر کو جھک گیا۔ آگے گرتے گرتے بچا۔ سنبھلتے سنبھلتے بھی اس نے نظریں سلیمہ پر گاڑ رکھی تھیں۔ اور اس کے ہونٹوں پر ایک شریر سی مسکراہٹ رینگ گئی۔

کچھ لمحے ہی ایک انجانی آواز اس نے ستائش بھرے انداز میں سوالیہ لہجے میں کہا۔ "سلیمہ؟"

سلیمہ جھک سے رک گئی۔ سامنے میں یہ لفظ اس کے لبوں تک [illegible] کہتے ہی کہیں گم ہو کر اس کی آنکھوں میں [illegible] اور خوشی کی لہر دوڑ [illegible] کرنے لگی۔

"ہاں ہاں، ہاں۔" بے قراری کے سے انداز میں بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا اور پھر وہ دونوں ہنس دیے۔

"کیسی ہو؟"

"اور تم سناؤ؟"

"میری خالہ کا گھر ہے۔" وہ فخر سے بولا۔

"میرے دوست کا گھر ہے۔ اعجاز میرا کلاس فیلو ہے۔"

"تم آؤ اندر۔"

"ہاں لوگ کے ساتھ ہوں۔ تم۔ تم کیسی ہو؟"

"ٹھیک ہوں۔" وہ شوخی سے مسکرائی اور شہو کے لیے کہنے وہ دیکھ کر حیران ہونے لگی۔ عجیب سی اپنائیت محسوس ہوئی۔ بہت سی خوشیوں کی برسات دل میں اترنے لگی۔

اور وہ کیسی سرخوشی تھی۔ شہو کالے سے فوراً پہچان لیا تھا جب کہ وہ تو پہچان پائی۔ وہ بدل گیا تھا زیادہ

شہو اور شریر ہو گیا تھا۔ خوب فخر سے بات کرتے۔ روز گھر والوں کو چنا ضروری تھا کہ یہ لڑکی کافی لڑکی ہے۔ وہ اب ہر روز آتا تھا۔ ایک روز وہ اپنے ابا کو لے آیا۔ وہ بھی سلیمہ سے بہت محبت کرتے تھے۔

"آپا کی شادی ہو رہی ہے۔ تم کو بھی شادی میں آنا ہے۔" شہو نے ایک دن بتایا۔

"کنزیٰ آپا کی شادی۔" وہ بے حد خوش ہوئی۔ اب خوشیاں اس پر مہربان تھیں۔ وہ میاں ناصر خان ملتانی سے عرف عام کی طرح ملنے لگی تھیں۔ عام لوگوں کی طرح سب کی طرح اسے بھی پھول پھل اور جھولے بھی جانے لگا تھا۔

کنزیٰ تو اسے دیکھ کر بے حد حیران ہوئی۔ اب کافی بدل گئی تھی۔ کنزیٰ کی ابھی حیرت اور تفصیلی نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔ انہوں نے اس سے کہا۔

"صنف! تمہاری بہو نے تو ماشاء اللہ خوب رنگ روپ نکالا ہے۔" صنف کھل کر خاک ہو گئیں۔

سلیمہ خوب تیار ہو کر کنزیٰ کی شادی کے لیے ان کے گھر پہنچی۔ تمام لوگ ان کی طرف آنے لگے۔ اسے اپنے گھر کے پاس رہنے والے تھے۔ وہ خود تیاری میں لگی ہوئی تھیں۔ اس کے لیے اچھے کپڑے بنا کر دیے اور اپنی ماں کو اور ہمیں سلیمہ کو انہوں نے خوب شادی کے لیے ایک نیا جوڑا بھی بنایا تھا۔ وہ سلیمہ کی اپنی بہن کی طرح ہی چاہتی تھیں۔ سلیمہ بھی ان کا احترام کرتی تھی۔ اب وہ سلیمہ ہر روز گھر سے بن سنور کر نکلتی اور بلا جھجک آتی۔ [illegible] کہ صنف بے حد مطمئن ہو جاتیں۔ ان کے گھر سے جا کر ان کی بیٹیوں میں نہیں ہوتی تھی۔ زبان بھی کھل گئی۔ وہ بے پروائی سے ان کو جواب دے دیتی۔ خوف و خطر اور اس کا کوئی ڈر نہ تھا۔ شہو بھی سلیمہ کے ساتھ ساتھ [illegible] علاقہ تک وہ اس کی بیاری صدقے جاتی تھیں۔

مہندی کی رات سلیمہ نے خوب گانے گائے۔ سب لڑکیوں کے ساتھ گھل مل گئی تھی۔ مہندی

اماں بھی اسے پسند کرنے لگی تھیں۔ اور سلیمہ سب کی لاڈلی بن گئی۔ وہ خالہ کے گھر جا کر بھی سلیمہ سے پیچھے نہ رہی۔ خوب خوب وہ خالہ کو تنگ کیا۔ بکروں کا مقابلہ بھی جیت لیا۔ جب سب واپس آئے کنزیٰ نے ہر بار دوبارہ اس کو سلیمہ کا شکریہ ادا کیا کہ صرف اس نے مقابلہ جیت کر بلکہ اس قدر محبت اور اپنائیت کا مظاہرہ کر کے سب کے دل جیت لیے۔

"آپ نے سب کے دل جیت لیے؟" یہ کس نے کہا؟ وہ جانے کہاں سے اچانک اندر آ گیا تھا۔ اس نے شکل بناتے ہوئے کہا۔

"میں کہہ رہی ہوں۔ اماں بھی کہہ رہی تھیں۔"

"مگر میرا دل ایسے ہی بہ سارے جیت کر دکھا سکتی اچھی نہیں ہے کسی میں۔" وہ شرارت سے بولا۔

"زیادہ بنو مت، بول نہ بولو۔" کنزیٰ نے نرمی سے کہا۔ "وہ بچے کیوں میں ملے ہی تھی۔ اور اداس اداس لگ رہی تھی۔ اس لیے سب اسے خوش کرنے کے لیے لگے تھے۔"

"جی نہیں۔ میں بہ بول نہیں ہو تنگ دے کیا۔ تمہاری تو بچپن سے ہی سلیمہ پسند ہوا کرتی ہے۔"

"تو کیا تمہاری نہیں ہے؟" کنزیٰ نے سوالیہ سوال کر ڈالا۔ شہو بچ گیا۔

سلیمہ بھی گھبرا گئی۔ وہاں سب کی نظریں اس پر آ کر رک گئیں۔ اداس اداس لگ رہی تھیں۔ کنزیٰ نے بھی تاڑ لی کہ وہ بھی محسوس کر گئی۔

"ہم نہیں، خالہ جان کو اس پیاری لڑکی سے اچھی کیوں ہے؟" وہ بے خیالی میں رات کو شہو سے پوچھ بیٹھی۔

وہ بس ہنس کر رہ گیا کیونکہ تھی سب لوگ ہونے والے تھے۔ مہندی رات میں وہ شہو کے ساتھ شامل ہو گئی۔ کل تو رخصتی ہو جائے گی۔ پھر سے آزادی۔ شادی اس لیے کہ باقی سب اس سے محبت

کرتے ہیں۔ شہو نے بھی بے خیالی میں جواب دیا۔

"تم۔ تم بھی اسے پسند کرتے ہو نا شہو۔" جب وہ پہلی بار اس کے گھر آئی تھی تب سے ہی؟

"تو بھی سوچوں گا کہ وہ کون سا دن تھا جب یہ واقعہ ہوا۔" وہ شوخی سے بولا۔

"تو صرف سچ کہو تو کنزیٰ اچھی ہے۔ اماں کی بہت عزت کرتی ہے۔ اماں بھی اسے پسند کرتی ہیں۔ سچ کہہ رہی تھیں کہ۔"

"کیا کہہ رہی تھیں۔ بتاؤ۔ رک کیوں گئیں؟"

"یہی کہ تم اس سے شادی کرو گے؟ آخر کبھی تو تمہاری شادی ہوئی ہے۔ پھر سب کی پسند سے کیوں نہ ہو۔"

"مگر میری پسند کیوں نہ ہو۔" وہ ضدی لہجے میں بولا۔

"کیا ہے تمہاری پسند؟" کنزیٰ نے پیچھے ہی دروازے سے پوچھا۔ وہ جھلاتی، جھجکتی ادھر ادھر دیکھتی چلی گئی۔ جیسے وہ سلیمہ خاموشی اپنے باپ کی وفات کی خبر کا انتظار یا پھر زرینہ صاحب ہو اس رات تمہارے پاؤں سے چپکی کھڑی رہی۔ مجبوری کیسی ہے۔

"ارے ارے کیا تماشا ہو گیا۔ میں نے کب کہا ہے؟"

"تم نے بھی کہا ہے کہ شہو یہ صاحب کی لڑکیاں ہمارے گھر میں ایک جیسی نہیں ہوں گی۔ یہ سلیمہ تو بس سلیمہ ہی ہے۔"

"مگر میرا کچھ اور ہی خیال ہے آپ۔" وہ ہنس کر بولا۔ "مجھے تو ہندو دل کی اور محبت اچھی لگتی ہے۔ وہ والی۔ وہ لڑکی جس کے گلے میں پھولوں کا ہار ڈال کے میں اسی وقت اس سے شادی کر لوں گا۔"

"شہو نے خالہ کے اس ادا سے فخر سے تیور ایسی کیا اس اور کسی سے نہ کہا۔"

"میں نے اماں کو بتایا ہے۔" وہ ہنستے گی تھی۔ "تم کو تو خالہ خود آ رہا ہے۔ شادی ہونے والی ہے تو خود کو

ہو گئی۔ مجھے لگا تم نے بے چاری ادی [illegible] دو ہیں
بہت خوش ہو میں تمہاری [illegible] ہے۔"
کرن شرما گئی اور بات بدلنے کو کہا۔ "اچھا امی ابھی
تم نے بتایا نہیں۔"
"اس پولیس کے ابھی لڑکے کی وراثت نرالی ہے تو
شادی بھی انوکھی ہو گی۔ کیا انہیں تو میرا یہ طریقہ منظور
ہے۔ یہی طریقہ وراثت شادی ویسے میں نے بابا ہم
بھائی کو بھی مشورہ دیا تھا کہ وہ بھی ایسا ہی کریں مگر
انہیں اس میں حماقت نظر آئی۔ ویسے اگر کسی
پسندیدہ لڑکی سے ملنا ہو تو تب کیا اور کو اس بات سے
میں نے یہ اندازہ لگایا کہ وہ آپ کو پسند کرتے ہیں
شاید۔"
کرن پھر شرما گئی اور اس کو ایک دھپ رسید کر کے
بھاگتے ہوئے اندر چلی گئی۔
اگلے دن شادی تھی۔ صبح سویرے ہنگامہ شروع
ہو گیا۔ پوری تیاری کے بعد وہ لڑکی کو برج میں کمر
نظر آ رہی تھی۔
سب دولہا کی پھوپھی تھیں اور ان کی [illegible]
کوئی ان کے سوا تھا وہ بار بار مہمانوں سے
کہتیں۔
"ارے وہ تو میری کرن ہی سارا انتظام کرتی تھی۔
دیکھو لو آج کمرے میں ہے تو کسی لڑکی کو ہوش نہیں
۔ میری تو کوئی سنتا نہیں حمزہ۔ حمزہ ارے بیٹی
ارے لو وہ کہاں بھاگی جا رہی ہو ذرا سنو تو۔" مگر
کون سنتا۔
سیلہ بھی گھبرائی ہوئی تھی۔ اس کا آج کے دن پہننے
والا سوٹ کا دوپٹہ غائب تھا۔ ہر لڑکی سے پوچھ لیا۔
کمرے کو الٹ پلٹ ڈالا مگر کل وہ کرن کو اپنے
کپڑے دکھا رہی تھی پھر سب تہہ کر کے رکھ دیے تھے
الماری میں۔ آخر دوپٹہ کہاں گیا۔
اس وقت تو کوئی کمرے میں تھا بھی نہیں۔ ہاں
جب الماری میں کپڑے رکھ رہی تھی تو حمزہ کی آواز
پکارنے شیو اندر آیا تھا دونوں گھبرا رہے تھے کرن
انہیں وارننگ دے رہی کہ پھر سیلہ باہر چلی گئی تب دوپٹہ

کہاں گیا۔ وہ فکر مند تھی۔ تب ہی اسے ابھی نے
تمہیں [illegible]
"میں بہت مصروف ہوں بھابھی۔ آخر کرن [illegible]
بھی ہو جاتے۔ آپ ہر چیز سے پہلے [illegible]
کمرہ کرن چلی گئی [illegible] اور فکر سوار تھی۔ وہ
گیا۔ حمزہ سے بھی پوچھ لیا تھا۔ عجیب لگی [illegible]
بیٹھ گئی ہو لی۔
"بھابھی سے پوچھ [illegible]" امی اسے [illegible]
تمہیں لو ان کے پاس چلی گئی۔
امی نے اس کے [illegible] مہمانوں [illegible]
[illegible] جانے [illegible]
میں قصور کرن کے [illegible] نہیں [illegible]
[illegible]
"کمی مجھ کو [illegible] سے کمرے [illegible]
پھر بولی۔ "کمال [illegible] دوپٹہ [illegible]
[illegible]
[illegible] میں شیو کو [illegible] تھا۔
"[illegible]"
[illegible] کام میں [illegible]
[illegible]
[illegible] تب ہی حمزہ نے پیچھے سے اس کے
[illegible] کہا۔
"دوپٹہ مل جائے گا [illegible]"
"[illegible]" "[illegible]"
[illegible] دوپٹہ بھی [illegible]
"پہلے [illegible] ایک شرط ہے اس [illegible]
ساتھ۔"
"اچھا۔ شرط [illegible]"
"اچھا۔ شام کو جب [illegible] کے لیے ہار [illegible]
گے تو [illegible] دوپٹہ مل جائے گا۔"
یہ کہہ کر حمزہ [illegible]
[illegible] میں لگ گئی۔
[illegible] ان کے [illegible]
[illegible] کے کھانے میں ہی شام ہو گئی۔

[illegible] اس کو پھولوں کا ایک ٹوکرا لا کر دیا۔ جس میں
[illegible] گلاب اور [illegible] تھے۔
ایک گلاب کا ہار لے شیو کی تلاش میں بھاگی
[illegible] وہ مل گیا۔ کرن کے کمرے میں تھا۔ اس
کرن کے علاوہ وہاں ارم اور حمزہ بھی تھی۔ وہ
[illegible] لیے بے چینی کے کمرے میں گھستے ہی
[illegible] سے ہار شیو کے گلے میں ڈال دیا۔ اور
[illegible] کر بولی۔ "لاؤ میرا دوپٹہ۔" مگر اس نے حیرت
[illegible] سب [illegible] دیکھا۔
شیو نے جھٹ سے ہار گلے سے نکال کر کرن کی
[illegible] اچھال دیا اور ہکلا ہکلا کر بولا۔ "یہ [illegible] میں تو
[illegible] خود ہی [illegible] اس نے [illegible]
[illegible]
[illegible] جانے اور اچھلنے لگی۔ کرن کا منہ
[illegible] ہو گیا اور ارم [illegible] کا چہرہ سرخ ہو گیا [illegible]
[illegible] شیو کو دیکھنے لگی۔
"یہ [illegible] کیا کیا تم نے؟" کرن کے منہ سے
[illegible]
"میں اور [illegible] پہلے ہی [illegible] ہوگا ہے۔" ارم چل
[illegible] رہی تھی۔
"مجھے [illegible] میں نے کیا کیا ابھی؟" وہ حیرت سے بول
[illegible] اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ [illegible]
[illegible] اسے کندھے سے پکڑ لیا اور [illegible]
"[illegible] دوپٹہ [illegible] اور کسی نے نہیں کیا۔"
[illegible] شیو نے کرن کو [illegible]
[illegible] ساتھ ساتھ میری
[illegible]
"کرن [illegible]" ارم [illegible]
[illegible]
[illegible] "وہ اشتیاق [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

آف آف۔" اس نے [illegible] کچھ ہوا نہیں کیا۔ شیو اور
کرن اس قدر ترس کھانے والی نظروں سے اسے دیکھ
رہے تھے۔
"کیا کیا ہے میں نے؟" آخر کار وہ چیخ پڑی۔
"یہ ہار وہ مجھے پہنا دیا ہے۔" شیو معصومیت سے
بولا۔
"تو اس سے کیا ہوتا ہے۔ حمزہ نے کہا تھا بھیا کو ہار
پہنانا تو دوپٹہ مل جائے گا۔"
"حمزہ نے کہا اور تم نے فوراً عمل بھی کر دکھایا
[illegible]" کرن کے لہجے میں طنز آیا۔ سیلہ
[illegible] گئی۔ شیو کو دیکھا وہ بے نیازی سے [illegible]
[illegible] رہا تھا۔ کرن کے سامنے وہ [illegible]
[illegible] بولی۔
"کرن آپا [illegible] میں نے کوئی غلطی کر دی [illegible]
مجھے [illegible]"
کرن کی [illegible] شوخی میں بدل گئی۔ وہ ہنس پڑی
اور [illegible] شیو [illegible] شرما گئی۔
سیلہ جلدی سے الگ [illegible] ہو گئی۔ "بتایئے نا؟"
"آپ نے تم سے شادی کر لی ہے۔ اور
کیا؟" شیو ایک گلاب کو پتی پتی کر کے نوچ رہا تھا۔
سیلہ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔
"مگر اس خیال میں نہ رہنا ایسی گری پڑی نہیں
[illegible]"
"تو وہ حق ہے نہیں تم نے تو اپنی مرضی سے میرے
گلے میں ہار ڈالا تھا۔"
"وہ تو حمزہ [illegible] مجھے بھی علم
ہے [illegible] ایک
کے گلے میں ہار ڈالتی ہے [illegible] لڑکوں میں سے
کسی ایک کو منتخب کرتی ہے۔ [illegible]
"جب کہ تم نے صرف مجھے دیکھا اور منتخب کر
لیا۔"
"جی نہیں۔ مجھے کچھ معلوم نہیں تھا۔" وہ اس
موضوع سے [illegible] رہی تھی [illegible] تھا۔
"[illegible]" شیو نے کرن [illegible] کے [illegible] سامنے

آخر بولی سے کہا۔ "تمہیں معلوم ہو گا کہ میری شہرو کی بھی جواب دے رہی ہو گی ہے مجھے اطلاع تم سے شادی کرنا ہو گی اور محترمہ سلیمہ صاحبہ آپ کو بھی انکار کرنا ہو گا۔" یہ کہہ کر وہ تیزی سے باہر چلا گیا۔

سلیمہ اچانک بہت خوفزدہ ہو گئی۔ وہ تیزی کے پاس گری گئی اور رونے لگی۔ تیزی اسے سمجھانے اور تسلی دینے لگی۔ حمزہ کی اس حرکت پر وہ اس سے ناراض ہو گئی۔ شام رات آنے تک وہ حمزہ کی معذرت بھی سن کر [illegible]

حمزہ سلیمہ کی ضد اور اپنی ندامت کی انتہا کے انتظار میں بیٹھا رہا [illegible]

"اچھا تم چلو۔" شہرو نے اسے اشارہ کیا تو وہ فوراً باہر چلی گئی۔

"تم جا رہی ہو۔ کیوں؟" وہ بھی اس کے پیچھے آکر کھڑا ہو گیا تھا۔

"میری مرضی۔ میں اپنے گھر جا رہی ہوں۔" وہ خاصی جھنجھلائی ہوئی تھی۔

"میرا خیال ہے تمہارے سب گھر والے تو یہاں ہیں۔"

"مگر میں خالہ کے گھر رہتی ہوں اور خالہ کے گھر جا رہی ہوں۔"

[illegible]

"تمہارا خیال غلط ہے۔ ہم نے [illegible]

[illegible]

نیوز بھائی بہت حیران ہوئے تھے۔ وہ کتابیں جو انہوں نے اس
کو تحفے میں دی تھیں۔ اعجاز سے اس کی لڑائی بھی نہ ہوئی۔ وہ
اسے تنگ کر کے تو [illegible] طرح سے جاتی۔ وہ خاصی بدل
گئی تھی۔ خاموشی سے بہت سا کام کر دیتی۔ اعجاز کا
کہنا تھا کہ یہ سوچنے کی بیماری میں مبتلا ہے جو کہ
خطرناک ہوتی ہے۔ بھابی اسے اداس دیکھتیں تو بہلانے
کی کوشش کرتیں۔ خالہ بی زیادہ شفقت سے پیش
آتیں۔ نیوز بھائی آفس جانے سے پہلے [illegible] آتے اور
[illegible] میں سوال کرتے۔ "آخر تمہیں یہ کیا ہو
گیا ہے؟" وہ کوئی جواب نہ دے پاتی۔

○ ○ ○

"سنا تم نے! وہ تمہارا کزن۔ شاہ عظیم یہاں
سے جا رہا ہے۔ اس نے کراچی میں اپنا داخلہ کرا لیا
ہے۔ کوئی بتا رہا تھا کہ [illegible] ہے وہ [illegible]۔" اعجاز نے
ایک دن اسے بتایا۔
"وہ میرا کزن نہیں ہے۔" اس نے صرف ایک
بات کی۔
جانے سے پہلے وہ ایک بار ملنے آیا۔ وہ [illegible] ہوا
کمرے میں گھس گیا۔ وہ حسب معمول کتابوں میں
غرق تھی۔
"پڑھائی ہو رہی ہے؟ جب سے [illegible] مجھے بھی
تعلیم یافتہ لڑکیاں اچھی لگتی ہیں۔" [illegible]
بیٹھ گیا۔
"تم میرے کمرے میں کیوں آئے ہو؟" وہ تلخی سے
بولی۔
"ظاہر ہے کہ میری رشتے دار ہو تم۔ خالہ سے پوچھ
کر آیا ہوں۔"
"میں تمہاری کوئی نہیں ہوتی۔ یہ خیال دل سے
نکال دو اور یہ [illegible] ہوں گے۔"
"اتنی بے نیازی۔ خیر شاید تمہاری پڑھائی میں
خلل [illegible] اس لیے [illegible] ہوں۔ میں بھی چاہتا
ہوں۔ تم جلد سے جلد پڑھ لکھ کر فارغ ہو جاؤ [illegible]
میں [illegible] تم بھی [illegible] میں ہی [illegible]

ہو۔ میں انتظار کا قائل نہیں ہے۔"
"تم صرف فضول چیزوں کے قائل ہو۔ میں [illegible]
جاتی ہوں۔" وہ اپنی کتابیں سمیٹ کر کھڑی ہو گئی۔
شیو نے [illegible] ہاتھ لے لیا اور [illegible]
میں بولا۔ "اچھا۔ اور کیا کیا جانتی ہو میرے بارے
میں؟"
"تمہیں [illegible] کی تمہارا آئیڈیل ہے۔ [illegible]
ساتھ الجھے رہنا تمہارا شوق ہے۔"
[illegible]
[illegible] حاصل ہے۔" [illegible]
جانے [illegible] بات پر اسے غصہ نہیں [illegible]
بیزاری ہو گئی۔
شیو نے بڑی تیزی سے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ [illegible]
کے [illegible] اس کی مضبوط اور سخت گرفت سے [illegible]
[illegible]
شیو کی گرم نظروں کی تپش اسے جھلسانے لگی۔
"جو کہتا ہوں وہ کر کے دکھاتا ہوں [illegible]
[illegible] میں اپنی زندگی سے [illegible]
[illegible]
میں بولا [illegible] "آج تمہیں غصہ دلانے کی
زحمت [illegible] جاؤں گا [illegible]
[illegible] شادی کرنے [illegible]
زندگی گزارنے کے لیے کوئی نہیں [illegible]
نہیں ملے گی [illegible] "ایک [illegible]
اسے دھکا دے کر [illegible]
بات [illegible] چھوڑ [illegible]
[illegible]
"وہ اب بھی زندہ ہے۔" وہ [illegible]
[illegible] کس قدر [illegible]
[illegible]
[illegible]
پشت پر چھوڑ [illegible]
[illegible] میری جان [illegible]
کے دل سے [illegible] گری۔

[illegible] انداز سے اس کا حال معلوم ہو رہا تھا۔ خالہ
[illegible] خاموش [illegible] ہے گی [illegible]
[illegible] اعجاز کو [illegible] اس کا حال [illegible]
[illegible] اعجاز بھی [illegible] ہو گی۔

○ ○ ○

وقت [illegible] گزر رہا تھا۔ پُرسکون دریا کی مانند
[illegible] سکون ہو گئی تھی۔ عزہ کی شادی کا [illegible]
[illegible] عزہ نے [illegible] خط لکھا
[illegible] اصرار سے [illegible] بھائی [illegible]
تھیں۔ مگر اس نے انکار کر دیا۔ [illegible]
[illegible] کا امتحان [illegible] نزدیک ہیں۔ [illegible]
[illegible] بھی چلی جائیں۔ بھائی [illegible]
[illegible]
"[illegible] کے متعلق بھی کچھ سوچا ہے تم نے؟"
خالہ نے بھائی میاں کو [illegible]
"[illegible] اس کی تعلیم ختم ہو جائے
تو۔"
"[illegible] اللہ کے فضل سے اس کی ماں [illegible]
[illegible] ضروری [illegible]
[illegible] طبیعت اور مزاج سے واقف نہیں۔ اس
[illegible] بھائی ہی اس کا وارث ہے۔
[illegible] اس لیے میں تم سے پوچھ رہی ہوں۔
[illegible] اعجاز کے بارے میں [illegible] در اصل [illegible]
[illegible] سامنے موجود ہے اور کوئی طریقہ
[illegible]
"[illegible] کیا کہہ سکتا ہوں۔ آپ بہتر [illegible]
[illegible] مطلب اس کی رائے۔"
"ہاں وہ تو ضروری ہے [illegible] تم معلوم کرو [illegible]
[illegible] بھلا کیا بتائے گی۔"
[illegible] معلوم کر لیں۔ میں بھی [illegible]
[illegible] حاصل کر لوں گا۔"
وہ عزہ کی شادی میں نہیں گئی۔ پھر وہی انتظار

ہو گئیں۔ [illegible] اور شیو کا سامنا کرنے کی اس
میں ہمت بھی نہ تھی۔ در اصل وہ اندر سے [illegible]
[illegible]
جب [illegible] کی بیوی نے بہت [illegible]
[illegible] اس کی [illegible] کا اظہار [illegible]
[illegible] کی۔
"سوچ لو۔ اچھی طرح سوچ لو۔ تمہارے بھائی
میاں تمہیں [illegible] کی آزادی دے رہے ہیں۔
[illegible] تمہارے فیصلے کی قدر کریں گے۔"
[illegible] کر [illegible] تو وہ بھی
[illegible] ہو جائے گی۔
[illegible] کے بعد اس نے اپنا فیصلہ سنا دیا۔
[illegible] اس کے فیصلے کی قدر [illegible] کر رہی تھی [illegible]
[illegible] اس قدر [illegible]
[illegible] کے بعد [illegible]
[illegible] بھائی [illegible]
[illegible]
[illegible] تعلیم حاصل کرنے کی
[illegible] آپ لوگ اپنی محبت کا [illegible]
[illegible]

○ ○ ○

[illegible] کی نوکری لے کر [illegible] میں چلا گیا
[illegible] عزہ [illegible] سے آئی تھی۔ [illegible]
کی خوشی کا [illegible] ایک بڑی دعوت بھی کی گئی
جس میں [illegible] احباب شریک ہوئے [illegible]
[illegible]
"[illegible] خوش نصیب [illegible] ہے۔" وہ بھابی
[illegible] بھی خوش ہوئی۔ [illegible] کی جلدی تھی۔
[illegible] بعد بھی تو ہو سکتی [illegible]
[illegible]
شیو نے مسکرا کر کہا۔ "[illegible] کی یاد
[illegible]
"وہ میری [illegible] ہے۔" [illegible]

"پوری تنگ مبارک باد دینے آئے۔ اس کا بھی یہی چاہتا ہو گا کہ تب تک کوئی دیر نہ ہو۔"

"آپ بھی کیا یاد کریں گی اماں، میں آپ کی بہن کو لے آتا ہوں، سب تو خوش ہو جائیں گے۔"

"کیا بہن کہہ دیا؟" عزیزہ شرارت سے بولی۔ شبو دور سے بیٹھا گھڑی کی طرف مسکرایا۔

"سکوت ہو، سے مو اقبالاں۔"

"تم جیسی کیا ہے؟"

"میری آنکھوں پر۔" جواب تمہارا تھا۔

"یہ تم کیسی باتیں کرنے لگے۔" اماں حیران ہو گئیں۔ "یہ کوئی تمہارا تو عورت سے پھنسے والا ہو کہ اب جا کر اسے لائے گا کیا فائدہ؟"

"اور کیا فائدہ وہی مقصود ہے تو ان کے گھر حاضری دی جائے۔ سب لوگ چلیں اور سب مل کر [illegible]۔" عزیزہ شرارت سے بولی۔ شبو نے [illegible] کو دیکھ [illegible]۔ بعد میں اماں کو مجبور کیا کہ وہ تیار ہو جائیں۔ خالہ جان کے گھر جانا ہے۔

"میں بھی جاؤں گی بھیا۔" عزیزہ نے کہا۔ "بیٹو، [illegible] کرو تو سب ہی خراب کرو۔"

"ہاں ایک یہی تو [illegible] ہو گئی ہے۔" [illegible] نے [illegible] کر کہا۔ شبو کے اور [illegible] سے اماں کی [illegible] بیٹے سے زیادہ اس کی [illegible] سے بات منوانی تھی۔ [illegible]

گھر میں وقت پر عزیزہ کی ساس بیمار ہو گئیں۔ اور وہ [illegible] ہو جانے کے لیے سب سے بعد گھر پر [illegible] ہو رہی تھی۔ ان کے ساتھ نہ جا سکی۔ اماں اور شبو ہی روانہ ہوئے۔ گھڑی بھی عزیزہ کے نہ جانے کے سبب [illegible] دل ہو گئی تھی۔

صفیہ بہن اور [illegible] کو دیکھ کر [illegible] ہو گئی۔ پہلی بار بہن ان کے گھر آئی تھیں۔ خوشی میں وہ بہن سے شبو کی [illegible] کی بھی بھول گئی۔ شبو [illegible] کر کے چھوڑ

کر پورے گھر میں چکر لگایا۔ [illegible] گھر آئے۔ وہ تو [illegible] جس کے لیے [illegible] کیا تھا۔ رضیہ کے [illegible] ہوئے تھے۔ پہلی بار علم ہوا کہ سلیمہ [illegible] کے گھر سے آنے [illegible] یہاں ایک اسکول میں پڑھانے لگی ہے۔ چونکہ سالانہ امتحان ہونے والے ہیں۔ اس نے اسکول کی پرنسپل کے ساتھ مل کر سوالات ترتیب دینے ہوتے ہیں اور پرنسپل کے گھر ہی رہتی ہے۔

شبو کو بڑی تو ہوئی مگر اس نے ترکیب سے خالہ کو راضی کیا کہ "سوالوں کی تیاری" کا بہانہ کر کے سلیمہ کو پرنسپل سے [illegible] کرا لیں۔ [illegible] شرارت [illegible] بے چاری سلیمہ کو [illegible] گے۔

جب خالہ اسکول گئے تو معلوم ہوا کہ اسکول کی تمام لڑکیاں ایک [illegible] پر گئی ہیں۔ [illegible] پرنسپل کے علاوہ [illegible] اور سلیمہ بھی ساتھ گئی ہیں۔ سلیمہ نے [illegible] کے ذریعے خط بھجوایا تو [illegible] انہیں نہ مل سکا۔ سوالوں کی وجہ سے وہ کئی دن سے گھر نہیں آئی تھی اور [illegible] کیا تھا۔ سلیمہ نے [illegible] پروگرام کے بارے میں [illegible] کے اجازت طلب کی [illegible]۔ شبو کو اپنے [illegible] وقت کی بربادی کا بھی اب احساس ہوا۔ اس نے اماں پر زور ڈالا کہ بس اب واپس چلیں۔ [illegible] شبو پر ایک [illegible] اور وہ [illegible] ہوا۔

عزیزہ نے [illegible] کہا۔ "اور وہ تو اس میں قصور [illegible] کیا تھا۔ ارے آپ اماں سے کہتے تو [illegible] وہ سلیمہ کے لیے بات [illegible] آپ کے خیال میں سلیمہ کو [illegible] قصور تھا۔"

"ہاں بس یہی غلطی ہو گئی۔ اب [illegible] کہ وہ خالہ جان [illegible] کر دیں [illegible] خالہ جان کو۔"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ خالہ جان نے سلیمہ کو [illegible] کی اجازت کیوں دی۔" عزیزہ نے اماں کے سامنے بات شروع کی تو اس پر بحث شروع ہو گئی۔ [illegible] اماں کی [illegible] اور [illegible] بھی۔

"ہاں اب بھیا کی شادی ہو جانی چاہیے۔" عزیزہ [illegible] اس بحث سے [illegible] ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہونی تو چاہیے۔ مگر لڑکی تعلیم یافتہ بھی ہو تو [illegible] ہے۔" گھڑی [illegible] ہوا۔

"تم تو چپ رہو۔" اماں [illegible] انداز [illegible] "میں نے سب انتظام کر لیا ہے۔"

"میں نے کیسا انتظام؟"

"میں نے صفیہ سے بات کر لی ہے اور کہا ہے [illegible]" انہوں نے مسکرا کر [illegible] کی کوشش کی۔ "بس مجھے تو رضیہ بہت پیاری لگی۔ ماشاء اللہ کیا قد نکالا ہے۔" وہ [illegible] گویا ہوئیں [illegible] اور لڑکی [illegible] ہے۔"

"کیسے کیسے رضیہ!" شبو کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔ اماں کے الفاظ پر ان کے منہ فق ہو گئے۔

"میں نے کیا کیا [illegible]؟ [illegible] تو بات خراب ہو گئی۔" عزیزہ [illegible] میں آ گئی۔ "یہ بھیا [illegible] کہ اماں کو [illegible] سے [illegible] کیا [illegible] ہیں اب [illegible]"

"کیا ہو گیا عزیزہ؟" اماں خفا ہونے لگیں۔ "سمجھانے والی ہو [illegible] تم لوگ تو [illegible] گئے ہو۔"

"تو اور کیا کریں [illegible] بھیا نے سلیمہ کے بارے میں [illegible] تھا اور آپ [illegible] کی بات کر آئیں۔"

"ہاں یہی [illegible] تو [illegible] ہے۔"

"سمجھا دو [illegible] اور کیا [illegible] سلیمہ کو [illegible] چاہتے ہیں۔"

"کیسے [illegible] نہیں ہو سکتا۔ میں نے صفیہ سے ہی [illegible] میاں سے بھی بات کر لی ہے [illegible] شبو کو [illegible] شادی ہے۔"

"اماں ایسے ہو سکتا ہے۔ نہیں نہیں، یہ نہیں [illegible] شبو [illegible] اور [illegible] گے۔"

"نہیں نہیں، ہو سکتا۔ تمہاری اماں نے پہلی بار کوئی بات [illegible] کیا ہے۔" اماں [illegible] "اور [illegible] بھی مجھے سلیمہ سے کوئی دلچسپی نہیں [illegible] ان کی اماں اپنی اکلوتی اولاد کو اس طرح بے یار و مددگار

سسرال میں چھوڑ کر اپنا مستقل ٹھکانہ چلی جائے [illegible] اس کی کوئی [illegible] مگر اس [illegible] کیسی [illegible] دل [illegible] ایک ہی تو تھی اسے بھی لے جاتی۔"

"تو اس میں سلیمہ کا کیا قصور؟"

"خون میں اثر تو آتا ہے۔ اس نے اپنی بیٹی کی پروا نہ کی اور شادی کر کے چلی گئی۔ [illegible] خیال کا اثر تھا اس میں [illegible] بیٹی میں بھی آ گیا ہو گا۔"

شبو [illegible] اماں کے فیصلے سے اختلاف تھا مگر وہ کچھ بول نہ سکا۔ واقعی اماں نے پہلی بار اپنا حق استعمال کیا تھا۔

"اماں بی! بھیا رضیہ سے کبھی شادی نہیں کریں گے۔"

"تو نہ کریں۔ میں بھی سلیمہ سے شادی نہیں کروں گی اس کی۔"

"اماں! آپ کو سلیمہ پسند تھی۔ کیا ہو گیا ہے آپ کو؟"

"بس مزید بحث گھر میں نہیں [illegible] بہت سی [illegible] دکھوں پر [illegible] آ گئی ہیں۔" اماں اپنے موقف پر [illegible] رہیں۔ عزیزہ اور گھڑی بہت مایوس ہو گئے۔ شبو چپ ہو گیا تو وہ کیا ہو گئیں۔ اسے تو سلیمہ کی جاب ہی پسند نہ تھی۔ آخر اسے خالہ جان نے اجازت کیوں دی۔

بہت سے دن [illegible] سے گزر گئے۔ وہ اماں کو بتائے بغیر خالہ جان کے گھر جا پہنچا۔ سلیمہ ملی۔ مگر اس کی بات سننے [illegible] سے [illegible] اماں نے صفیہ سے [illegible] کر لیا [illegible] بات سلیمہ کی بھی [illegible] تھی کہ [illegible] اپنی ماں کو [illegible] کرنے کے لیے [illegible] گئی ہیں۔

"ٹھیک ہے [illegible] سلیمہ! یاد رکھو [illegible] اگر تم نے میرے [illegible] اور [illegible] منظور کیا تو میں اس کی جان لے لوں گا اور اپنی بھی [illegible] تم یہاں سے [illegible] اسکول [illegible] ہے تو [illegible] یہ کام ہو گا۔"

سلیمہ کو اس کے جذبات کی شدت کا اب اندازہ ہوا
تھا۔ عمران کی اولاد نہ ہوتی پر وہ سخت خفا تھی۔ شیبو
چاہتی تھی مگر سلیمہ کو بے سکون کر گیا۔

پرنسپل نے سلیمہ کو پریشان دیکھا تو وجہ دریافت کی۔ پرنسپل ایک سمجھدار اور مہربان خاتون تھیں۔ سلیمہ کو ان پر اور انہیں سلیمہ پر اعتماد تھا۔ وہ بہت سے عزیز رشتے داروں سے بہتر تھیں۔ سلیمہ نے اسے شیبو کی ضد اپنی مجبوری بتا دی۔ بھلا رضیہ کے لیے آئے اچھے رشتے کو ایسے [illegible]

"ایسے لوگ خود غرض اور بیٹے ہونے کے ساتھ ساتھ لالچی اور بے درد ہوتے ہیں۔ وہ بہت بات کرتے ہیں اور اپنے اقدام پر کبھی پچھتاتے نہیں۔ سلیمہ اچھا ہے تم انکار کر چکی ہو۔"

پرنسپل نے سلیمہ کو سمجھایا تو سلیمہ چپ ہو گئی۔ اگر یہ نصیحت اسے کچھ دن پہلے ملی ہوتی تو وہ شیبو سے اتنی دور نہ جاتی۔ پہلی بار ہی اس کی حوصلہ افزائی کر رہی [illegible]

○ ○ ○

وقت گزر رہا تھا۔ اس کے لیے کتنے ہی رشتے آئے مگر سلیمہ انکار کرتی رہی۔ بھابی اب اس پر مہربان ہو گئی تھیں۔ [illegible] وہ ہر بات ان سے کہتی تھی۔ [illegible] بلکہ سب بچوں سے بہت محبت بھی کرتی تھی۔ سلیمہ [illegible] افسوس بھی تھا [illegible] وہ سلیمہ سے معافی بھی مانگ چکی تھیں۔

پرنسپل نے سنا تو کہا "تمہاری بھابی اب [illegible] انہیں اب شعور ہوا ہے۔ دیر آید درست آید۔ شکر کرو کہ اب اس عمر میں ہی انہیں احساس تو ہو گیا ورنہ بعض لوگ تو اپنی ساری عمر بے شعوری اور بے حسی میں گزار دیتے ہیں۔"

پرنسپل نے تو بھابی کو ساری بات بتا دی۔ وہ حیران ہو گئیں۔ اتنی بڑی بات اور سلیمہ برداشت کر رہی ہے۔ اس نے اپنے بھائی بھابی کو بھی نہیں بتایا۔ انہیں سلیمہ [illegible] پیار آ گیا [illegible] جو اپنی عزت اور بھائی کی عزت [illegible] انہیں گڑیا کی شادی کے [illegible] یاد آ گئے۔ [illegible] اور وہ خاموشی سے سنتی رہی۔ ہر رشتے سے ابھی انکار کر رہی کہ اسے کسی سے دلچسپی نہ تھی۔ شیبو کی ضد سے [illegible]

○ ○ ○

پرنسپل کے [illegible] کالج کے لیے نئی لیکچررز کی ضرورت کا اشتہار [illegible] سلیمہ کو [illegible] وہ عقیدت سے انہیں دیکھنے لگی۔

"آپ میڈم آپ لیکچررشپ قبول کر رہی ہیں؟"

"ہاں سلیمہ! میرے لیے [illegible] کا فرض ہے۔ [illegible] موقع ملا ہے تو اسے ضائع نہیں کروں گی۔ [illegible] بچیوں کی تعلیم و تربیت [illegible] بھرپور حصہ لیا۔ اب میں [illegible] مجھے خیال آیا کہ میرا اپنا شہر میرے اپنے لوگ مجھ سے محروم ہیں [illegible] کے لیے تعلیم کا مناسب [illegible] نہیں ہے۔ کالج ہے مگر کوئی لیکچرر وہاں نہیں رہتی۔ اب مجھے اپنے شہر [illegible] تو کیا میں اس پکار پر لبیک نہیں کہوں گی؟"

سلیمہ بڑی عقیدت سے پرنسپل کو دیکھ رہی تھی۔ جن کا چہرہ جذبات کی شدت سے سرخ ہو گیا تھا۔

"اور میں وہاں تنہا نہیں جاؤں گی۔ تم میرے ساتھ ہو گی۔"

بہت عجلت میں سب کچھ ہوا۔ سلیمہ کو سوچنے کی مہلت بھی نہیں ملی۔ پرنسپل کا آبائی مکان موجود تھا۔

[illegible] ایک [illegible] تھے [illegible] حالت خاصی [illegible] اس کی شکل ہی بدل گئی۔ [illegible] شاندار مکان تھا [illegible] کے باہر ایک لان [illegible] پرنسپل کی ذاتی توجہ اور ایک مالی کی [illegible] صورت اختیار کر گیا۔ کیاریوں میں موسمی پھولوں کے پودے لگ گئے۔

"اس قصبے کے کالج کو بھی ہمیں اسی طرح سنوارنا ہے اور اس چمن کے پھولوں کی دیکھ بھال کرنی ہے۔ بھئی یہ بچیاں ہمارا اثاثہ ہیں اور ہمیں ان کی تربیت اور تعلیم پر پوری توجہ صرف کرنی ہے۔ سلیمہ مجھے تم سے بڑی امیدیں ہیں۔" وہ انتہائی پرجوش اور جذباتی ہو رہی تھیں۔

سلیمہ نے بھی کالج کی حالت زار پر افسوس کیا تھا۔ کالج میں کوئی لیکچرر نہیں [illegible] سے معلوم ہوا کہ یہ لیکچررز دور [illegible] شہروں سے آتی ہیں اور [illegible] کی کوشش [illegible]

پرنسپل مسز [illegible] نے دن رات ایک کر کے [illegible] کالج کی بہتری اور تعلیم پر توجہ میں مصروف رہتیں۔ [illegible] بھی ان کا ساتھ دیتیں۔ [illegible] چھٹی پر گئی ہوئی لیکچررز واپس آ گئی تھیں۔ [illegible] کالج کا [illegible] شاندار ریکارڈ [illegible]

"تمہارا [illegible] کیا کہتے ہیں [illegible]" ایک دن انہوں نے [illegible] سلیمہ سے کہا تو وہ سرخ ہو گئی مگر چپ رہی۔

"مگر میرے [illegible] آ رہے ہیں۔ انگلینڈ انہیں راس نہیں آیا۔" وہ خوش تھیں۔

"اور آپ کا بیٹا؟"

"وہ بھی آ رہا ہے۔ ہمارے ملک میں تعلیم حاصل کرنے کے تمام مواقع ہیں۔ وہ یہیں کسی اسکول کالج میں پڑھے گا۔" مسز [illegible] بہت مطمئن تھیں۔ ان کو بیٹے کی تعلیم ادھوری چھوڑ کر آنے پر کوئی فکر نہ تھی۔

[illegible] صاحب [illegible] تھے۔ انگلینڈ میں ان کے بیوی بچے تھے۔ انگریز بیوی کو چھوڑ کر وہ اپنا [illegible] بیٹے کے ہمراہ وطن آ گئے تھے۔ [illegible]

"بھئی [illegible] کو تو بلاؤ۔ کیا نام ہے اس کا؟" مسز [illegible] شیبو [illegible] سلیمہ اب اس کے نام سے [illegible] جاتی تھی۔

○ ○ ○

[illegible] میاں کا انتقال ہو گیا تھا۔ [illegible] نے رضیہ کا رشتہ طے کر دیا تھا [illegible] "کیا [illegible] رضیہ کے غیر خاندان میں رشتہ طے ہونے پر [illegible] ناراضی کا اظہار کیا ہے۔" بھائی میاں نے لکھا تھا۔ "مگر تمہاری بھابی بھی ان سے خفا ہیں کہ انہوں نے سب کچھ جانتے ہوئے بھی رضیہ کو [illegible] تمہاری سہولت کے مطابق رضیہ کی شادی کی تاریخ طے کی جائے گی۔"

اسے [illegible] چھٹی ملنے کی امید نہ تھی۔ مسز [illegible] بھی اس کے حق میں نہ تھیں۔ لہٰذا اس کی غیر موجودگی میں رضیہ کی شادی ہو گئی۔ شیبو کے ہاں سے کوئی شریک نہ ہوا۔

[illegible] صاحب نے سلیمہ کے لیے کئی بار [illegible] وہ اپنے خاندان کے لڑکے ہی تھے مگر سلیمہ کو شادی کا ارمان نہ تھا۔ [illegible] کے حق میں نہ تھی۔

بھی بھی مسز رفیق اسے واضح وہتیں کہ وہ شادی کے لیے کیوں تیار نہیں ہوتی۔ وہ بے نیازی سے کندھے اچکا دیتی۔

"شادی کے بغیر کیا کوئی زندہ نہیں رہتا۔" وہ حیران ہوتی۔

"زندگی آسان ہو جاتی ہے۔ دنیا جینے کے سارے حقوق چھین لیتی ہے۔ تنہا جینا ایک عذاب سے کم نہیں۔" وہ سمجھاتیں۔ مگر سلیمہ کو بھی خیال ابھی آیا تو ایک دولہا کے [illegible] خاک و خون میں غلطاں دیکھ کر جھرجھری لے کر رہ جاتی۔ شیب [illegible] اس کے خیالات میں بھی کوئی دخل نہ کر پاتا تھا۔

"مرد سے نہیں، وہ شخص نہیں۔" مسز رفیق اس کی طرف سے صفائی دیتیں۔ "وہ سچا اور کھرا محبت کرنے والا ہے۔"

"محبت؟" وہ پہلی بار ہنس کر [illegible] ہوگئی تھی۔ "یہ محبت ہے؟ ایسی ہوتی ہے محبت؟ کہ ڈرا ڈرا کر۔"

"تم ڈرتی ہو، اس لیے ڈراتا ہے۔ ایک بار مضبوط ہو کر مقابلہ کرو۔"

"ایسا تھا بلکہ بہادر [illegible]" آواز گلے میں پھنس گئی۔ آنسو گلے میں کیوں اٹکتے ہیں؟

"انکار کیا تھا [illegible] اقرار کر کے تو [illegible] سلیمہ [illegible] نقصان نہیں ہے۔"

"اقرار کیسا؟ مجھے اس شخص کی کوئی بات پسند نہیں۔ [illegible]"

"ایک بات جانتی ہو تو اس آدمی کی ہر بات ہی بری لگنے لگتی ہے۔ انسانی فطرت ہے۔ جب اس کی ایک بات بری لگی تھی۔ اس سے پہلے تو تمہیں وہ اتنا ناپسند نہ ہوگا نا؟"

وہ چپ ہوگئی۔ بات سچ تھی۔ جب وہ خالہ کے گھر پہلی بار گیا تھا۔ پھر دوسری بار۔ پھر اس سے اگلی مرتبہ تب تو وہ اچھا لگتا تھا۔ [illegible] کزن کی شادی میں [illegible] اس نے پھولوں کے [illegible] گجروں کا [illegible] تھا۔

کتنے اچھے تھے مگر یوں ہی اس نے وہ بار اس کے گھر [illegible] وہ ہر بات معلوم کر کے کس قدر چنچل تھی۔ اسے اپنی ذات محسوس ہوتی تھی اور تب سے ہی وہ اسے برا لگنے لگا تھا اور تب سے ہی وہ اسے دھمکیاں دینے لگا تھا۔ [illegible] کتنے سال تو گزر گئے۔ انجینئر بن کر آیا [illegible] اپنی [illegible] کے گھر بھی گیا۔ سلیمہ کی تلاش میں؟ یا زندگی کی تلاش ہے؟

پھر وہاں اس کی مرضی کے خلاف اس کی امی بھی اس کی والدہ [illegible] تو اس کا انکار کیسے [illegible] ایک دھمکی دے گیا۔ وہ سوچ کے [illegible] لگی۔

کیا یہ شخص توجہ سے خارج ہے؟ کبھی بھی سیدھے طریقے سے بات نہیں کرتا [illegible] وہ اور بھی تنہا ہو گئی۔ [illegible] کی باتیں بھی اسے ناگوار لگ رہی تھیں۔ [illegible] اس کے موقف کو غلط ثابت کرنے کے لیے کس قدر دلیلیں دے رہی ہیں۔ مجھے شادی کرنی نہیں ہے۔ [illegible] کیوں قبول کروں؟"

"مجھے پورا یقین ہے وہ تم سے محبت کرتا ہے۔ [illegible] بے غرض چاہت [illegible] حق جتاتا ہے وہ اور تم ابھی تک اسے [illegible] دکھانے کے لیے اپنا مستقبل [illegible] نہیں سمجھتیں۔"

[illegible] اس کی ملامت [illegible] رہیں۔

○ ○ ○

شیبو کو [illegible] کے بعد اچھی [illegible] ملی تھی تو اس نے [illegible] تھا۔ اب [illegible]

شادی کی کیا فکر تھی۔ [illegible] شیبو کا انکار [illegible] بھلا خالہ کے گھر سے ابھی سسرال [illegible] ہو گئی۔

"امی! رضیہ کی شادی [illegible] ہو رہی ہے۔ [illegible]" عزیزہ [illegible]

"[illegible] شیبو کی [illegible] ہے؟ انجینئر ہے انجینئر۔"

[illegible] سلیمہ کی بدولت [illegible] رضیہ [illegible] مصیبت ہی آ جاتی [illegible] خوش قسمت [illegible] سسرال میں [illegible]

"[illegible] کا خط آیا ہے۔" [illegible] سلیمہ [illegible] انکار [illegible]

"[illegible] ہے۔" شیبو نے [illegible]

"[illegible] سلیمہ [illegible] اس کے [illegible] کہا ہے کہ [illegible] ہے۔" "امی، کچھ [illegible]"

تھیں۔ [illegible] دیا۔ [illegible] اختیار [illegible] اب تو یہ لوگ [illegible] آئیں گے۔"

شیبو نے آتے ہی [illegible] اٹھایا تھا۔ [illegible] نکل گیا اس کے پیچھے عزیزہ بھی [illegible] رہ گئی۔ شیبو اپنے کمرے میں [illegible] تھا۔ عزیزہ بھی اس کے ساتھ ہی اندر گھسی چلی گئی۔

"[illegible] تم لوگوں کو [illegible] نہیں آتا؟" شیبو زور سے چلایا تھا۔ [illegible]

"نہیں [illegible] خالہ جان کا خط آیا تھا [illegible]"

"[illegible] خالہ جان [illegible] یہاں کون ہے ان کا [illegible]"

"امی نے رضیہ کی شادی کی مبارک باد دی تھی۔ ان کے خط کا جواب [illegible]"

"[illegible] بے چاری [illegible]" وہ بستر پر لیٹ گیا [illegible] عزیزہ اسے [illegible]

"[illegible] کیا ذکر تھا؟"

"وہ کوئی رشتہ آیا ہے سلیمہ کا۔ [illegible] بہت رشتے آئے مگر انکار کر دی [illegible] رشتہ آیا ہے جس کا ذکر کیا ہے [illegible] سلیمہ سے پوچھ [illegible]"

"[illegible] کیوں ہیں؟ [illegible] کہ اب بھی انکار کر دے گی۔"

"اب شاید انکار کرے۔" عزیزہ [illegible] سے بولی۔

شیبو [illegible] تیزی سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ "نہیں؟ کیوں؟"

"اس لیے کہ خالہ جان کی صحت کافی خراب ہے اور
شاید سلیمہ ان کے اطمینان کی خاطر اقرار کر رہی
ہے ویسے بھی اس نے تو بچپن سے اس کی محبت میں گزاری ہے۔
کوئی آپا کی شادی میں نہ آپ اسے مجبور کرتے اس کا
دل بچھانے پر اور اس کے بعد بار آپ کی گردن میں
ڈالنے کے عوض میں دل جانے کا وعدہ کرتے ہیں تو یہ
سب نہ ہوتا۔ وہ بچی ہے ابھی کم عمری کی وجہ سے ہو سکتا ہے پھر
بھی اسے کہ آپ اس سے نرمی اور محبت سے
پیش آتے اسے دھمکیاں دیتے گئے بھلا اس
سلوک کے بعد کوئی لڑکی۔"
"تو میں کیا کرتا۔ محبت کے قصیدے پڑھتا۔ اس
کے آگے پیچھے۔" وہ بھڑک گیا۔
"کچھ بھی نہ کرتے بس کچھ نہ کہتے۔ وہ خود بخود آپ
سے متاثر ہو جاتی۔ آپ نے تو خود ہی اسے ضد دلائی
ہے اور وہ صرف اس لیے اس رشتے سے انکار کر رہی
کہ آپ پہلے اور اس کے بعد وہ نہ سے کوئی
رو ہو سمجھا اس نے اس طرح آپ نے ایک بے
قصور لڑکی کو اس کے جائز حق سے محروم کر دیا۔ اس
کے دل میں بھی کچھ ارمان ہوں گے خواہشیں ہوں
گی۔ کسی چاہنے والے کا تصور ہو گا۔ ایک گھر کا ارمان
ہو گا آپ نے اس کے سنہری خوابوں کا خون کر دیا۔
اسے بے سائبان کر دیا اگر خدانخواستہ خالہ جان نہ
رہیں تو وہ اکیلی رہ جائے گی۔ یہاں کہ آپ نے اپنے
لیے بھی کوئی کوشش نہ کی۔"
"تم کیا کہتی ہو؟" وہ بے بس لہجے میں بولا۔ "تم اماں کی ضد
جانتی ہو۔ انہیں یہی ڈر ہے کہ اس میں جان کا خطرہ ہو گا
اس کی ماں بچی کو چھوڑ کر اپنے گھر بسانے چلی گئی اور پھر
کبھی پلٹ کر خبر نہ لی۔ سلیمہ میں بھی محبت اور
اپنائیت کی کمی ہو گی۔ تم سمجھ رہی ہو۔ میری محبت کا وہ اب
بے بس ہے۔"
"ماں بے چاری پرانے زمانے کی عورت ہیں وہ اتنا
کیا جانیں دوسرا یہ اس کی نظر میں۔ لوگ تو سلیمہ کے
والد نے تو ان کے انتقال کے بعد دوسری شادی کی تھی۔
پھر بہت جلد وہ مر گئے سلیمہ کی والدہ نے بھی۔"

کے بھائیوں نے ان کی دوسری شادی کر دی تھی۔
ان لوگوں کی شرط تھی کہ وہ بچی کو نہیں رکھیں گے
بے چاری کیا کرتیں بھائیوں کی مرضی کے آگے مجبور ہو
گئیں پھر سسرال والوں کا رویہ ایسا تھا وہ مجبور ہو گئیں کہ
کر کے سلیمہ کی طرف نہیں آئیں یہ سب سچ ہے مگر
کیا کرتیں وہ؟ جس بچی کے خلاف ساری سسرال ہو
اس سے ملنے کا محبت جتانے کا تو امکان ہے تم ہو سکے
تو یہ بچی بھی ان کی آشنا ہو جاتی۔ اسے بھی کوئی
اجنبی بے رخی ان سے۔ شاید تم نہیں دونوں اور زیادہ
اذیت ہوتی۔"
"تم تو یوں وکالت کر رہی ہو جیسے واقف ہو ان
سے۔"
"ہاں۔ میری نند کی ساس ہوتی ہیں وہ۔ بہت
معقول عورت ہیں۔ سعودی عرب میں رہتی ہیں
ان سے بس ایک بار ملی ہوں۔ مگر اس ملنے میں کوئی
بات نہیں ہو سکی۔ وہ اس بات کو پسند نہیں کرتیں کہ
ان کے ماضی میں دوسرے لوگ دلچسپی لیں مگر حال
یہ بات ایسی ہے کہ ان کو منایا جا سکتا ہے مگر آپ نے
زیادہ کوشش نہیں کی اور اس بے چاری کو تنہا چھوڑ
دیا۔"
"فضول بکواس نہیں چلے گی۔ میں نے کوشش
نہیں کی؟ اسے میں نے تنہا چھوڑ دیا؟" وہ بھڑک گیا۔
"اور کیا؟ اماں پر دباؤ ڈالتے ہم سب مل کر انہیں
راضی کر لیتے پھر خالہ جان سے کیا جا سکتا تھا ہم نہیں
ہے کہ خالہ جان اسے منا لیتے۔"
"پہلے مجھ سے تو پوچھو" شہری کچھ کہتے کہتے پھر
بے بس سا بیٹ گیا۔ "دراصل میں نے تو بچی سمجھا اور
انتقام کے ساتھ اسے خوشیاں لوٹانے کی کوشش کی
تھی۔ خالہ جان کا وہ ذلت آمیز سلوک ان کی
ٹھکراہٹ میں تو اسے عزت اور چاہت دینا چاہتا تھا۔
محبت میں لینا چاہتا تھا مجھے بچپن سے ہی اس سے
پہلی بار اماں نے بات کی تھی۔ تب ہی سے وہ دوری کی
اور پھر وہ دوری ضد میں بدل گئی۔ لیکن اس کے انکار
کے بعد میں نے خود کو سمجھا لیا۔ وہ زیادہ حق سے

دراصل میں تجربے والی کی فرقت محبت میں نہیں
تھا اور مجھے ضروری تو نہیں کہ جو پسندیدہ چیز
ہو حاصل ہو جائے۔ محبت میں شادی لازمی تو
نہیں۔"
"آپ اپنے خیالات کا رخ بدل لیا تھا تو آپ بھی
سوچ کر دیکھو کہ اب مستقبل کی منصوبہ بندی کر لیجئے۔
آپ کی ایک عرب ایک بہت بہتر آپ آئی۔" حمزہ
سے بولے۔ "یہ اچھی پیش کش ہی تو شیل
والی کی ساتھ انھوں نے سمندر میں غرق کر دیا۔
تو اس مت کرو سامی کا مشورہ دو کامل سکتا ہے؟"
مجھے جیسے نیند سے جاگ گیا تھا۔
"اہل جانے لگے" حمزہ کا موڈ اب بھی خراب تھا۔
"مجھے ڈر ہے کہ آپ نے دیر کر دی۔ آپ کے
انتظار سے پہلے ہی اس نے خالہ جان کی باتیں سن
لیں اور کہا ہو گی۔ وہ آپ کے لفٹ نہیں کرتی رہا!
آپ کے خلاف دل سے ہوگئی ہے۔"

○ ○ ○

شہری رات ہو گئی تھی۔ قصبے میں سناٹا چھا گیا ہو
سب لوگ گھروں میں سوئے ہوئے تھے ختم ہو گئی۔ جب تو تیج
رات رات کو اسے نیند جیسے کہ اسے اطلاع ہو گئی۔
سلیمہ اپنی ماں کے گھر آئی بہت مشکل سے اسے
وہ بہت بہت بول گئی۔ چونکہ اداس کے ٹوٹے
دل جانے لگی تھی کہ وہ سلیمہ کا مہمان ہے وہ مستقل
بات رکھا جاتا اس لیے کہ سلیمہ کا بھی کوئی مہمان
ہے۔ آ گیا تھا وہ مہمان کے دوری ملنے والے آتے
تھے سلیمہ کے گھر کی آمد کیا اس کی خوشی؟
صبح ہی تھی گھر آسمان میں کیا وہ گھر کے
کمرے میں چلا گیا اس میں کیا باتیں کی تھیں۔ تمہیں
اس کی بہت بات کی مرضی سے محبت سے آ گئی
تھی۔ خطاب تھی کہ سب ان کی اچھی سی
لیے تھے وہ اُفق پر کالی بادل تیرتے تھے۔ وہ اس
کو دور سے گھر کو حیرت سے دیکھ رہا تھا۔

○ ○ ○

"سنو! ابھی تمہارے گھر سے کوئی خط وط آیا؟ اس
لڑکے کیا نام ہے اس کی کوئی خبر ہے؟" مسز غوری
کی فراغت کے بعد سلیمہ کے ساتھ دل سے آئی حاصل
کر رہی تھیں۔
"ہاں آیا ہے بھائی جان کا خط۔" وہ خوشی سے بولی
اور خط ان کے حوالے کر دیا۔
"اچھا۔ خیریت؟" کہتے ہوئے مسز غوری نے خط
پڑھنا شروع کر دیا۔ میری دنیا میں ایک وہ اس کی بچی
ہو وہ اور خیر خواہ تھیں۔ خط پڑھ کر وہ کچھ سوچ میں پڑ
گئیں۔
"دیکھو سلیمہ! وقت گزر رہا ہے اور بہتر ہو گا کہ تم
وقت کے ساتھ رحم دلی میں رہ جاؤ۔ اپنی مرضی اور
خوشی سے اگر کوئی رشتہ کے ساتھ میں اپنی زندگی رو
رہی ہے تو تم سمجھ رہے ہو کسی حماقت کے سبب یوں خود
کو حالات کے سپرد کر دینا نہ صرف خود
پر بلکہ زندگی کے ساتھ ناانصافی بھی ہے۔ میں
تمہیں اس کا مشورہ نہیں دوں گی۔ یہی کہ تمہارا وہ مثل
سے دل کا اظہار تم نے کیا اور ایک بات کی بات اچھا
تھا اور بھی کسی رشتے کے ساتھ تم نے مسترد کر دیئے۔ مگر
اب اس مستقبل کا کیا ہو گا۔ کم از کم اپنے بھائی کی بات مان
لینا اپنے ساتھ ہی نہیں اس لڑکے کے ساتھ بھی
زیادتی ہو گی۔ سمجھ گئیں؟"
"میں نے تو آپ کو اسی لیے خط دکھایا ہے۔ آپ
ہی بتا دیجئے۔ اب میں کیا کروں؟" وہ بے حد
افسردہ تھی اور بے حد الجھی ہوئی لگ رہی تھی۔
"بہت زیادہ تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں۔ سمجھو لڑکا
بہت اچھا ہے اسے انکار۔ تمہاری شادی ہو گی
ہے۔ گھر والے تمہیں جو بات کہتے ہیں وہ تمہارے ہی کی ضرورت
سمجھ کر کہتے ہیں۔ مستقبل میں کوئی غلطی کرنے سے بہتر ہو گا
کہ بے چاری ابھی سے یہ سمجھ لو کہ وہ ایک سچا اور اگر
وہ واقعی تم سے محبت کرتا ہے تو یقین جانو۔" پاگل
خاموش ہو جائے گا۔ لیکن تمہیں مبارک باد دے گا۔
تمہارے راستے سے ہٹ جانے کا خاموشی سے۔ یہی
اس کی آزمائش ہو گی مجھے میں سنبھال لوں گی۔

تمہارے اس بنگلے میں بہت سے سامان راحت دکھائی دیتے ہیں۔ مجھے
ہے۔ چلو اچھا تھوڑے دن میں بھی یہاں آرام کروں گی۔" فرح
بیگم کو بچوں اور خرم کو بھی منع کر دیا کہ میرے کمرے
میں نہ آئیں۔ وہ راتوں سے جاگ رہی ہوں۔ ذرا
سکون سے آرام کروں۔ فرح کو جانے دیں۔ [illegible]
[illegible] ان سے وہ ملاقات کروں گی۔ [illegible]
کی ملاقات ہے۔"

فرح اور مسز فرخ شفیق کے علاوہ بھی تھے۔ روز
رات گیارہ بجے تک ان کے شوہر کو [illegible]
تھے۔ فرح صاحب جب شادی کے بعد ایک ہفتے
میں [illegible] سے ملے ہو گئے تب خرم بھی [illegible]
[illegible] علاج ہوا مگر ان کے زخم خراب ہو گئے
ڈاکٹروں کی رائے تھی کہ انہیں [illegible] کے ڈاکٹر
[illegible] جانے تھے۔ [illegible] ڈاکٹر تھے
[illegible] مسز فرخ کے [illegible]
تھے۔ [illegible] مسز فرخ
[illegible]
[illegible]
[illegible] سے مسز فرخ کے
سامنے فرح کا علاج۔ خرم کی تعلیم و تربیت اور اپنی
عزت نفس کی حفاظت بھی کی۔ وہ بڑی بہادری سے
اپنے موقف پر قائم رہی۔ خود مسز فرخ کے کہنے کے
[illegible] کے ساتھ زندگی گزارنے سے
بہتر ہے کہ وہ علیحدگی اختیار کر کے اپنے روشن مستقبل
[illegible] مسز فرخ کو [illegible]
سمجھا۔ وہ بچے اور سسرال سے [illegible]
[illegible] ڈاکٹر [illegible] کے سلسلے میں پاکستان
آئے ہیں۔ [illegible] اخبار میں پڑھتے ہی
مسز فرخ اس ہوٹل جا پہنچیں جہاں [illegible]
[illegible] ڈاکٹر [illegible]
سے ملاقات کے لیے [illegible]
کی [illegible]
کے لیے [illegible] فرح کی [illegible] ڈاکٹر
سے [illegible]

"مجھے آپ سے ہمدردی ہے۔" [illegible]
[illegible] ہوں وہ اس کے علاج کے لیے [illegible]
بہتر ہو گا آپ اسے لندن بھیجیں۔" مسز فرخ کی
آنکھوں سے بہنے والے آنسو ڈاکٹر صاحب کے [illegible]
تھے۔ ان کا لقب مسیحا [illegible]
مسز فرخ کے [illegible] اور حوصلے کی [illegible]
کہ اگر وہ مریض کو کسی طرح لندن پہنچا سکیں تو وہ [illegible]
دلچسپی سے ان کے شوہر کا علاج کر سکیں گے۔" آپ
فکر نہ کریں۔"

چنانچہ فرح صاحب اس رات سے ہی [illegible]
[illegible]
فرح سے انہوں نے فرح کے لندن جانے کے
انتظامات کیے تھے۔ [illegible]
[illegible] ان کی [illegible]
[illegible]
سے بھی ایک مستقل رقم خرم کو [illegible] اس طرح
فرح لندن پہنچ گئے اور مسز فرخ [illegible]
[illegible]
اپنے بیٹے کا [illegible] لندن سے [illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] فرح نے ایک [illegible]
[illegible] انہیں ان کی [illegible]
لندن میں فرح [illegible]
تھے اور [illegible] وہ اپنا وطن چھوڑ کر
[illegible] فرح نے [illegible]
سے شادی کر لی ہے اور وہ [illegible]
انہوں نے خرم کو بھی [illegible] اس کی اعلیٰ تعلیم کے
[illegible]
تھے انہیں ہر طرف سے [illegible]
سسرال والے پہلے بھی [illegible]
[illegible] فرح کی [illegible]
[illegible] اپنے [illegible]
فرح کو [illegible]

واسطہ تھے۔ شہزوی بھی [illegible] کو بھی دلا لیا ہے۔ مگر راحیلہ کو [illegible] کے۔

راحیلہ کا کہنا تھا سلیمہ اور مجھ سے محبت کرتے تھے۔ اس کا مجھے یقین تھا۔ صرف اپنی معذوری کے [illegible] ہو گئے تھے اور تم سے مجھ سے اس لیے [illegible] اور کوئی تو ان کے دماغ میں نہ تھا۔ میری محبت [illegible] انہیں اپنی [illegible] کی شکست نظر آتی تھی۔ آخر کار [illegible] میری مستقل مزاجی نے انہیں شکست سے دوچار کر دیا۔ کب تک مجھ سے دور رہتے۔ وہ مجھ سے محبت کرتے تھے [illegible]

اس عورت نے میرے لیے آٹھ سال [illegible]

[illegible]

صاحب۔ "اس نے [illegible]

[illegible]

بھائی جان کے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہر ماہ [illegible] کا تحفہ

کھانا خزانہ

[illegible]

جس میں گزشتہ [illegible]

کی 25 [illegible] ترکیبیں

20 خوبصورت [illegible]

[illegible] 25 روپے کی خصوصی رعایت

کی قیمت 225 روپے [illegible] ڈاک خرچ 25 روپے

[illegible] منی آرڈر یا ڈرافٹ ارسال فرمائیں۔

منگوانے کا پتا

مکتبہ عمران ڈائجسٹ

37 اردو بازار کراچی۔

فون 2216361